THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Monday, the October 30, 2023
(332nd Session)
Volume IX, No.02
(Nos.01-04)

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad
Volume IX SP.IX(02)/2023
No. 02 15

Contents

1. Recitation from the Holy Quran 1
2. Leave of Absence 2
3. Point raised by Senator Mian Raza Rabbani regarding the sit in staged in front of the Parliament House by BNP (M) and Civil Society for the recovery of missing persons and abolition of death squads 4
   - Senator Sarfraz Ahmed Bugti, Minister for Interior 5
4. Discussion on the Motion under Rule 218 regarding the Israeli atrocities and aggressive actions against the innocent Palestinians in Gaza resulting in martyrdom of thousands of innocent people and the efforts made by Government of Pakistan in this prevailing scenario 9
   - Senator Mohammad Ishaq Dar, Leader of the House 9
5. Point of Order raised by Senator Mian Raza Rabbani regarding absence of ministers from the House 12
6. Further discussion on the motion under Rule 218 regarding the Israeli atrocities and aggressive actions against the innocent Palestinians in Gaza resulting in martyrdom of thousands of innocent people and the efforts made by Government of Pakistan in this prevailing scenario 15
   - Senator Dr. Shahzad Waseem, Leader of the Opposition 15
   - Senator Syed Yousuf Raza Gillani 19
   - Senator Syed Ali Zafar 24
   - Senator Naseema Ehsan 33
   - Senator Sarfraz Ahmed Bugti, Minister for Interior 35
   - Senator Molana Abdul Ghafoor Haideri 36
   - Senator Mushtaq Ahmed 39
   - Senator Manzoor Ahmed Kakar 44
   - Senator Muhammad Tahir Bizinjo 47
7. Point raised by Senator Mian Raza Rabbani regarding the absence of the Foreign Minster during the Senate Session 48

SENATE OF PAKISTAN
SENATE DEBATES

Monday, the October 30, 2023

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at thirty five minutes past two in the evening with Mr. Chairman (Muhammad Sadiq Sanjrani) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَ يُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ﴿۷﴾ وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَتَعْسًا لَّهُمْ وَ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ﴿۸﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ﴿۹﴾ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ دَمَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۫ وَ لِلْكٰفِرِيْنَ اَمْثَالُهَا ﴿۱۰﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ اَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ ﴿۱۱﴾

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اگر تم اللہ کی مدد کروگے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم مضبوط کردے گا۔ اور جن لوگوں نے کفر کیا ان کے لیے ہلاکت ہے اور اللہ نے ان کے اعمال برباد کردیے۔ یہ اس لیے کہ انہوں نے اس چیز کو ناپسند کیا جو اللہ نے نازل کی لہٰذا اس نے ان کے اعمال ضائع کردیے۔ تو کیا یہ لوگ زمین میں چلے پھرے نہیں کہ دیکھتے ان لوگوں کا انجام کیسا ہوا جو ان سے پہلے تھے؟ اللہ نے انہیں سخت سزا دی اور ان کافروں کے لیے بھی اس جیسی (سزائیں) ہیں۔ یہ اس لیے کہ اللہ ان لوگوں کا مددگار ہے جو ایمان لائے اور جو کافر ہیں اللہ ان کا مددگار نہیں۔

(سورۃ محمد: آیات 7 تا 11)

جناب چیئرمین: جزاک اللہ۔ السلام علیکم۔

Leave of Absence

جناب چیئرمین: ابھی ہم leave applications لیتے ہیں۔ سینیٹر فیصل جاوید صاحب بعض نجی مصروفیات کی بناپر گزشتہ 331ویں اجلاس میں شرکت نہیں کرسکے تھے۔ اس لیے انہوں نے گزشتہ مکمل اجلاس کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سینیٹر افنان اللہ خان صاحب بعض نجی مصروفیات کی بناپر گزشتہ 331ویں اجلاس کے دوران مورخہ 25، 27 اور 30 جولائی کو اجلاس میں شرکت نہیں کرسکے تھے۔ اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سینیٹر ولید اقبال صاحب بیرون ملک ہونے کی بنا پر گزشتہ 331ویں اجلاس کے دوران مورخہ 27 جولائی تا اختتام اجلاس شرکت نہیں کرسکے تھے۔ اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سینیٹر منظور احمد کاکڑ صاحب بعض نجی مصروفیات کی بناپر گزشتہ 331ویں اجلاس کے دوران مورخہ 2 اگست کو اجلاس میں شریک نہیں ہوسکے تھے۔ اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سینیٹر محسن عزیز صاحب ناسازی طبیعت کی بناپر گزشتہ 331 ویں اجلاس کے دوران مورخہ 6 ,5 اور 8 اگست کو اجلاس میں شرکت نہیں کرسکے تھے۔ اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سینیٹر ڈاکٹر خالدہ سکندر میندھرو صاحبہ بعض نجی مصروفیات کی بنا پر گزشتہ 331 ویں اجلاس کے دوران مورخہ 4 اور 6 اگست کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں تھیں۔ اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سینیٹر لیاقت خان ترکئی صاحب نے بیرون ملک ہونے کی بنا پر حالیہ مکمل اجلاس کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سینیٹر فاروق ایچ نائیک صاحب بعض نجی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 27 اکتوبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سینیٹر عون عباس صاحب نے بعض نجی مصروفیات کی بنا پر حالیہ مکمل اجلاس کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سینیٹر اعظم نذیر تارڑ صاحب بعض نجی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 27 اکتوبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سینیٹر ڈاکٹر آصف سعید کرمانی صاحب نے ناسازی طبیعت کی بنا پر حالیہ مکمل اجلاس کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جی رضا ربانی صاحب۔

Point raised by Senator Mian Raza Rabbani regarding the sit in staged in front of the Parliament House by BNP (M) and Civil Society for the recovery of missing persons and abolition of death squads

سینیٹر میاں رضا ربانی: شکریہ، جناب چیئرمین! میں آپ کے توسط سے وزیر داخلہ کی توجہ اس بات کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ پارلیمان کے باہر سردار اختر مینگل صاحب، ان کی جماعت اور civil society نے دھرنا دیا ہوا ہے۔ پہلے وہ دھرنا Press Club کے سامنے ہونا تھا، وہاں پولیس نے انہیں بیٹھنے نہیں دیا اور ان کے تمام microphones اٹھا دیے تو پھر انہیں یہاں Red Zone میں آکر بیٹھنا پڑا۔ جناب والا! یہ دھرنا Balochistan اور اب پورے ملک میں missing persons کا جو chronic problem ہے، اس سلسلے میں ہے، اس کے ساتھ ساتھ بلوچستان میں جو death squads operate کر رہے ہیں اس سلسلے میں بھی ہے۔

جناب والا! میں آپ کے توسط سے معزز وزیر برائے داخلہ سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ missing persons کا سلسلہ کسی بھی جمہوری معاشرے یا کسی بھی ایسی society میں نہیں ہوتا ماسوائے اسرائیل جیسے ممالک میں، لہٰذا اسے فوری طور پر ختم کرنا چاہیے۔ میں پارلیمان کو یہ suggest کروں گا کہ جب پارلیمان مکمل ہو جائے تو انہیں چاہیے کہ وہ intelligence agencies کو control کرنے کے لیے legislation لے کر آئیں۔ جناب والا! چونکہ یہاں وزیر داخلہ تشریف فرما ہیں۔۔

جناب چیئرمین: رضا ربانی صاحب! ایک بلوچ آپ کے ہتھے چڑھا ہے، دھیان کریں اور بھی وزراء ہیں۔ وہ سینیٹر ہیں اور اس ایوان کے ممبر بھی ہیں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب والا! آج وہ یہاں واحد وزیر موجود ہیں۔ میں انہیں یہ بات باور کروانا چاہتا ہوں کہ Caretaker Government نے حال ہی میں NAB میں دو تقرریاں کیں اور اس کے علاوہ NADRA میں ایک serving officer کو as the Head of NADRA تعینات کیا۔ اب اخبارات میں آیا ہے کہ PIMS and Polyclinic میں بھی two serving officers کو تعینات کیا جا رہا ہے۔ میں انہیں یہ

عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ appointments under the law, under Section 230 of the Elections Act, 2017 and Supreme Court کی rulings کے تحت Caretaker Government نہیں کر سکتی۔ لہٰذا انہیں چاہیے کہ وہ اپنی قانونی اور آئینی حدود میں رہتے ہوئے ان کا جو کام ہے کہ وہ day to day business کو دیکھیں، وہ day to day business کریں اور یہ تعیناتیاں بالخصوص Armed Forces سے officers کو لا کر civil میں induct کیا جا رہا ہے، اس سے اجتناب کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: جی شکریہ، جی معزز وزیر داخلہ۔

Senator Sarfraz Ahmed Bugti, Minister for Interior

سینیٹر سرفراز احمد بگٹی (وزیر داخلہ): شکریہ، جناب چیئرمین! معزز ساتھی جو senior سیاستدان ہیں، انہوں نے دو، تین چیزوں کا ذکر کیا، گو کہ یہ اجلاس فلسطین سے related تھا لیکن ظاہر ہے یہ day to day کے issues ہوتے ہیں، ان کی discussion کے لیے Senate or Parliament ہی appropriate forums ہیں۔ وہی appropriate forum BNP (M) کو پچھلے دس، پندرہ سالوں سے available رہا ہے اور بالخصوص پچھلے پانچ سالوں میں وہ مختلف حکومتوں کا بھی حصہ رہے ہیں۔ بلوچستان اور ہم سب لوگوں کو معلوم ہے کہ وہ آخری بلوچستان کی حکومت کا بھی حصہ رہے ہیں۔

جناب والا! مجھے جو information دی گئی جو اس information سے تھوڑی سی مختلف ہے جو رضا ربانی صاحب کے پاس ہے۔ انہوں نے ہم سے permission لی تھی کہ ہم ایک علامتی دھرنا Press Club کے پاس دیں گے، ہماری District Administration نے انہیں allow کیا تھا کہ آپ press conference وہاں کریں اور اس کے بعد وہاں دھرنا کریں جو انہوں نے وہاں نہیں کیا جس کی انہیں وہاں کے لیے اجازت دی گئی تھی، وہ یہاں پر آئے ہیں۔ ان میں بہت سارے ex-parliamentarians بھی ہیں اور missing persons Balochistan کا ایک chronic issue بھی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ dicey subject ہے، اس کا count dicey ہے، اس کی reasons بھی بہت dicey ہیں اور پاکستان میں اس پر ایک objective debate کرنے کی ضرورت ہے۔ جب پارلیمنٹ

complete ہو جائے تو وہاں اس پر ایک objective debate کی ضرورت ہے کہ what are the reasons? کیا یہ جنگ ریاست کے خلاف پہلے شروع ہوئی یا لوگ پہلے missing persons بننا شروع ہوئے so and so there are self-disappearances and issues ہیں۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ اس کا permanent حل objective debate میں ہے۔اس پر تمام stakeholders debate کر لیں اور پارلیمنٹ ایسی legislation کرے کہ وہ لوگ جو miscreant activity میں جہاں ہم ایک serious insurgency کو counter کر رہے ہیں، اسے face کرنے کے لیے ہم نے اپنی security forces کو جو equip کرنا ہے، کس انداز میں کرنا ہے، وہ پارلیمنٹ نے کرنا ہے اور ان شاءاللہ اگلے دو، تین مہینوں میں جب Parliament complete ہو جائے گی تو مجھے یقین ہے کہ وہ ضرور انہیں equip کریں گے۔

جناب والا! معزز میاں رضا ربانی صاحب نے death squads کی بات کی۔ دیکھیں political slogan تو ہو سکتا ہے لیکن بلوچستان میں جو death squads ہیں، آپ، میں اور ہم سب جانتے ہیں کہ BLA, BLF, UBA, BRA اور لشکر بلوچستان ہے، ان death squads کو کون head کرتا ہے، جنہوں نے پانچ ہزار سے زیادہ civilians کی killing کی ہے، security forces کے لوگوں کو تو چھوڑ دیں، انہوں نے جو civilians کی killing کی ہے، وہاں پنجابیوں کی، نائیوں، دھوبیوں کی killings ہوئی ہیں، teachers کو مارا گیا، ڈاکٹروں کو شہید کیا گیا اور پھر 2009 onwards ہم نے ایک mass migration Quetta شہر میں دیکھی کہ جو لوگ صدیوں سے وہاں آباد تھے، جنہیں کبھی Punjabi settlers کا نام دیا گیا، انہیں جس بے دردی کے ساتھ وہاں سے نقل مکانی کرنی پڑی، کتنے professors مارے گئے، کتنے teachers مارے گئے۔ بلوچستان میں security forces different organizations کے death squads کے خلاف operations کرتی رہتی ہیں۔ اگر ان کا اشارہ کسی ایسے death squad کی طرف ہے جو State کے اندر کوئی patronage ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ مناسب بات نہیں ہے کیونکہ ہمارا آئین بہت clear ہے کہ کوئی private لشکر نہیں رکھ سکتا ہے۔ ہم نے اس طرح کے

political slogans Balochistan میں بہت دیکھے اور الیکشن کے قریب تو بہت زیادہ دیکھے ہیں لیکن جن لوگوں پر یہ الزام لگتا ہے اس کی آج تک کوئی solid evidences نہیں آئی، ظاہر ہے کہ وہاں tribal society ہے، قتل و غارت ہوتا ہے تو لوگ ایک دوسرے سے بدلے ضرور لیتے ہیں، جسے discourage کرنا چاہیے، جس کی کوئی justification نہیں ہے، State کو اپنا role play کرنا چاہیے لیکن unfortunately State کا جو fabric ہے، وہاں State اپنی writ پچھلے کئی سالوں سے اُس طرح establish نہیں کر سکی جبکہ وہاں کی tribal society میں لوگ اپنے بدلے خود لیتے ہیں۔

میں سمجھتا ہوں کہ سردار صاحب کا جو دھرنا ہے، یہ ان کا ایک political right ہے، ان کا آئینی right ہے، ان کا sit in کا right ہے، انہیں protest کرنے کا right ہے، ہم اس right کو بالکل challenge نہیں کریں گے لیکن یہ ضرور ہے کہ ان جیسے ایک seasoned politician کو permission لینا اور ان parameters کا خیال ضرور رکھنا ہے کہ جب ہم Red Zone میں کسی کو allow نہیں کرتے ہیں تو سردار صاحب کو بھی allow نہیں کریں گے۔ اب جب وہ آ گئے ہیں اور چونکہ وہ ایک seasoned politician ہیں، وہاں احتجاج میں بیٹھے بہت سارے ایسے ہیں جو ex-Parliamentarians ہیں اور ہمارے سینیٹ کے ایک رکن بھی وہاں بیٹھے ہیں تو ہم کوئی manhandling نہیں چاہتے ہیں۔ ہم ان سے مذاکرات کریں گے۔ ان کے پاس جا کر ان کی بات تسلی سے سنیں گے۔ ہمارے limited time period میں جو limited mandate ہے، ان parameters میں رہتے ہوئے ہم سے جو بھی ہو سکتا ہے، ہم ان کی وہ چیزیں ضرور پوری کریں گے otherwise ان کے ساتھ وعدہ فردا ضرور کریں گے، شکریہ۔

Mr. Chairman: Thank you. We now move on to Order. No. 2. It stands in the name of Senators Mohammad Ishaq Dar, Leader of the House, Dr. Shahzad Waseem, Leader of the Opposition, Syed Yousuf Raza Gillani, Saleem Mandviwalla, Mian Raza Rabbani, Sherry Rehman, Farooq Hamid Naek, Taj Haider, Shahadat Awan, Jam Mahtab Hussain Dahar, Nisar Ahmed Khuhro,

Palwasha Mohammad Zai Khan, Rubina Khalid, Keshoo Bai, Engr. Rukhsana Zuberi, Bahramand Khan Tangi, Syed Waqar Mehdi, Shammim Afridi, Quratulain Marri, Imamuddin Shouqeen, Syed Muhammad Ali Shah Jamot, Anwar Lal Dean, Khalida Sikandar Mandhro, Mushtaq Ahmed, Muhammad Tahir Bizinjo, Molana Abdul Ghafoor Haideri, Muhammad Talha Mehmood, Molvi Faiz Muhammad, Sardar Muhammad Shafiq Tareen, Abida Muhammad Azeem, Syed Ali Zafar, Saifullah Abro, Mohammad Humayun Mohmand, Walid Iqbal, Dr. Zarqa Suharwardy Taimur, Sania Nishtar, Seemee Ezdi, Fawzia Arshad, Falak Naz, Dost Muhammad Khan, Faisal Saleem Rehman, Gurdeep Singh, Mohsin Aziz, Prof. Dr. Mehr Taj Roghani, Zeeshan Khan Zada, Manzoor Ahmed, Prince Ahmed Umer Ahmedzai, Danesh Kumar, Saeed Ahmed Hashmi, Samina Mumtaz Zehri, Ahmed Khan, Kauda Babar, Naseebullah Bazai, Mohammad Abdul Qadir, Sana Jamali, Atta-ur-Rehman, Kamran Murtaza, Dr. Afnan Ullah Khan, Azam Nazeer Tarar, Irfan-ul-Haque Siddiqui, Saadia Abbasi, Sajid Mir, Hafiz Abdul Karim, Dr. Asif Kirmani, Kamran Michael, Rana Mahmood ul Hassan, Musadik Masood Malik, Nuzhat Sadiq, Shaheen Khalid Butt, Syed Muhammad Sabir Shah, Muhammad Asad Ali Khan Junejo, Mushahid Hussain Sayed, Dilawar Khan, Hidayatullah Khan, Hidayat Ullah, Hillal Ur Rehman and Kamil Ali Agha to move that the Senate may discuss the following motion under Rule 218 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 2012:-

"The Israeli atrocities and aggressive actions against the innocent Palestinians and willing violation of Geneva Convention and UN Resolution on Palestine, and

especially barbaric Israeli airstrikes on Al-Ahli Hospital in Gaza hence, hundreds of innocent people, patients and Hospital staff were died, and stance / efforts made by Pakistan Government in this scenario."

Now, I give the floor to Senator Mohammad Ishaq Dar, Leader of the House.

Discussion on the Motion under Rule 218 regarding the Israeli atrocities and aggressive actions against the innocent Palestinians in Gaza resulting in martyrdom of thousands of innocent people and the efforts made by Government of Pakistan in this prevailing scenario

Senator Mohammad Ishaq Dar, Leader of the House

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسول الکریم۔ جناب چیئرمین! میں آپ کا بہت مشکور ہوں۔ میں نے آپ کو 19 اکتوبر کو ایک خط لکھا جس کے ساتھ میں نے بلوچستان عوامی پارٹی کے پارلیمانی لیڈر کا بھی خط attach کیا۔ وہ دونوں خطوط اسی subject پر تھے اور آپ سے یہ request کی گئی کہ غزہ میں اسرائیلی barbaric actions کے حوالے سے سینیٹ کا اجلاس بلائیں تاکہ ہم اس پر بحث کر سکیں۔ اگلے ہی روز پھر ہمارے دیگر ساتھیوں نے آپ کو ایک Requisition request بھیجی۔ آج کا اجلاس بھی اسی حوالے سے ہے۔ میں اپنے اور اپنے ساتھیوں کی طرف سے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے اس حوالے سے اجلاس طلب کیا۔ بلاشبہ گزشتہ 23 دنوں سے غاصب اسرائیل کی جانب سے فلسطینیوں کا قتل عام اور نسل کشی نہ صرف امت مسلمہ بلکہ پوری دنیا کے لیے لمحہ فکریہ ہے۔ میں اپنی طرف سے، اپنے دوستوں کی طرف سے اور اپنی پارٹی کے قائد میاں محمد نواز شریف اور اپنی پارٹی، پاکستان مسلم لیگ (ن) کی جانب سے ان دردناک لمحات میں معصوم اور مظلوم فلسطینی شہریوں کے ساتھ مکمل یک جہتی اور ہمدردی کا اظہار کرتا ہوں۔ جو کچھ ہم دیکھ رہے ہیں، جو کچھ global media کی reports اور تفصیلات کے تحت سامنے آ رہی ہیں یا آ چکی ہیں، ہم اسرائیلی افواج کی طرف سے غزہ پر جاری اندھا دھند بمباری کی سخت ترین الفاظ میں مذمت کرتے ہیں، جس کے نتیجے میں اب تک آٹھ ہزار سے زائد معصوم فلسطینی شہری شہید کر دیے گئے ہیں جن میں اکثریت بچوں اور خواتین کی ہے۔ زخمیوں کی تعداد بیس ہزار سے

تجاوز کر چکی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے فلسطینی بہن اور بھائیوں پر جو مظالم ڈھائے جا رہے ہیں، ان سارے واقعات نے انسانی حقوق کے حوالے سے کسی بھی شخص کے چاہے وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم، اس کے دل کو ضرور ہلا کر رکھ دیا ہے۔ ہم نے یہ بھی دیکھا کہ غزہ کے Al-Ahli Al-Arabi Hospital پر وحشیانہ بمباری ہوئی جس کے نتیجے میں تقریباً پانچ سو لوگ جن میں مریض، ان کے لواحقین، ڈاکٹرز اور ہسپتال کا عملہ شامل تھا، شہید کر دیے گئے۔ Global media میں پچھلے 23 دنوں سے جو خوفناک قسم کے images اور تفصیلات سامنے آ رہی ہیں، بدقسمتی سے ابھی تک کوئی بھی meaningful action دیکھنے میں نہیں آیا ہے۔

جناب! اسرائیل کی طرف سے شہری آبادیوں، ہسپتالوں، مساجد اور اسکولوں پر اندھا دھند بمباری جاری ہے۔ مزید برآں اسرائیلی فوج نے اشیائے خورد و نوش، ادویات، پینے کے پانی، ایندھن اور بجلی کی سپلائی بند کر دی ہے جس سے نہتے اور مظلوم فلسطینی عوام کی مشکلات میں اضافہ ہو گیا ہے۔ اسرائیل کا فلسطینیوں کو شمالی غزہ کے ہسپتالوں کو خالی کرنے کا الٹی میٹم مکمل طور پر غیر انسانی، غیر اخلاقی اور ناقابل عمل ہے۔ Credible global media reports کے مطابق شمالی غزہ سے 70 لاکھ لوگ جنوبی غزہ shift ہو گئے ہیں۔ This is one of the terrible incidents of history. میرے خیال میں اتنا ظلم، اتنی تباہی اور اتنے unparalleled barbaric actions ہمیں پچھلی کئی دہائیوں میں نہیں ملتے ہیں۔ اسرائیل کی غیر انسانی، غیر اخلاقی اور ظالمانہ کارروائیوں کی وجہ سے جو لوگ وہاں suffer کر رہے ہیں، جو لوگ شہید ہو رہے ہیں، جن لوگوں کو روز مرہ کی چیزیں available نہیں ہیں جن میں پینے کا پانی اور دیگر ضروریات شامل ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں بحیثیت قوم اس پر meaningful efforts کرنی چاہیے۔ پاکستان کی یہ ذمہ داری ہے کیونکہ ہم بین الاقوامی برادری اور بین الاقوامی forums کے member ہیں۔ فلسطینی عوام پر جتنا تشدد اور بربریت ہو رہی ہے، ان کے خلاف ہمیں نہ صرف ایک strong آواز اٹھانی چاہیے بلکہ جو relevant international forums ہیں جن میں OIC and UNSC شامل ہیں، وہاں پر ایک مسلمان ملک ہونے کے ناطے ہمیں اپنا پورا فرض ادا کرنا چاہیے۔ ان کی support کے لئے نہ صرف ہم strong آواز اٹھائیں بلکہ meaningful actions لینے کے لئے دنیا کو بھی

request کریں۔ ابھی تک جو کچھ دیکھنے میں آرہا ہے، وہاں بمباری کی شدت اور لوگوں کی مشکلات میں کوئی کمی نہیں آرہی ہے۔ مسلم امہ کے وہ ممالک جو یہ capacity رکھتے ہیں کہ اس مسئلے میں to move, intervene and influence ان کی طرف سے بھی ایسا کوئی visible action نہیں ہے جس سے اس شدت میں کوئی کمی آئی ہو۔

جناب! میں سمجھتا ہوں کہ ایک خود مختار فلسطینی ریاست وہاں کے لوگوں کا حق ہے۔ پاکستان نے ہمیشہ اس کے لئے آواز اٹھائی ہے اور یہ حق خود ارادیت بشمول کشمیر اور فلسطین اور جو دوسرے ممالک ہیں، ان کا بنیادی حق ہے جو ان کو دیا جائے۔ Two nation theory concept اس پر بالکل فٹ آتا ہے۔ اقوام متحدہ اور دیگر بین الاقوامی ادارے اس دیرینہ تنازعہ کے پرامن حل کے لئے پوری کوشش کریں تو شاید یہ مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔

فلسطینی عوام امن وسلامتی کے ساتھ رہنے کے مستحق ہیں جیسے دنیا کے تمام ممالک بشمول پاکستان ہیں اور انصاف، امن اور دور یاستی حل کے لئے پاکستان کی کوششیں visibly دنیا میں دیکھی جانی چاہییں، نہ صرف ہونی چاہییں بلکہ دیکھی جانی چاہییں۔ As a member of this House یہ ہمارا فرض ہے کیونکہ یہ ایوان Federation and Federating units کو represent کرتا ہے کہ ہم خود بھی اپنی پوری effort کریں آپ Foreign Office اور وزیر صاحب کو یہاں بلوائیں، ہم ان کو engage کریں، government's official view لیں، ان سے پوچھیں کہ حکومت اب تک کیا اقدامات کر چکی ہے وہ statement دیں اور ان کا کیا plan ہے؟ یہ ماضی میں بھی ہوتا رہا ہے، میں یہاں کچھ ساتھی دیکھ رہا ہوں کہ جب یمن میں معاملہ ہوا تو ہم نے پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں کی کمیٹی بنائی، سپیکر صاحب اور چیئرمین صاحب نے اپنے اپنے role ادا کیے۔ جو بھی ہم کر سکتے تھے ہم نے کیا۔

اس طرح کی traditions، ٹھیک ہے اپنی مدت پورے کرنے سے دو تین دن پہلے ایک House dissolve ہو چکا ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے، میں سمجھتا ہوں کہ ہم پر double ذمہ داری ہے کہ ہم قومی اسمبلی کے خلا کو بھی پر کریں اور ہم Foreign Office کو جو relevant stakeholders ہمارے سسٹم میں ہیں جو اس معاملے میں کوئی action لے سکتے ہیں، ہم ان کو اگر کچھ suggest کر سکتے ہیں تو ہمیں جتنی جلدی ہو سکے وہ

action لینا چاہیے۔ یہ پہلی دفعہ نہیں ہے کہ اس طرح کا کوئی global issue ہواور پارلیمنٹ نے اپنا فعال کردارادانہ کیاہو۔

ہمیں چند چیزوں کو مد نظر رکھنا چاہیے، میں فلسطین کے عوام کے ساتھ اظہار یک جہتی، اسرائیل کے جاری مظالم کی بھرپور مذمت کرتاہوں۔ میں وقت بچارہا ہوں ظاہر ہے کہ سارے ساتھیوں نے بات کرنی ہوگی، .I will be very brief اسی طرح پوری دنیا سے فوری اور غیر مشروط ceasefire میں ہم کیا کردارادا کر سکتے ہیں۔ غزہ میں اس وقت خاص کر پینے کا پانی، خوراک ، ادویات، ایندھن اور بجلی جیسی تمام ضروریات کی فراہمی کو فوری یقینی بنانا، یہ ہمارے core issues ہیں جو ہمیں نہ صرف اپنے Foreign Office کے stakeholders سے، حکومت سے discuss کرکے اس کا ایک لائحہ عمل تیار کرکے ایک Resolution کی شکل میں، آپ نے چونکہ جو indicate کیامجھے پتاچلا House Business Committee میں کہ غالباً آپ تین دن اجلاس چلانا چاہتے ہیں ، پیر، منگل ، بدھ، تومیں سمجھتا ہوں کہ وہ preparatory work parallel side-line پر شروع ہوجانا چاہیے تاکہ بدھ تک، جب یہ کام ختم ہوتوہم پھر ان شاءاللہ اس پوزیشن میں ہوں کہ ایک unanimous Resolution from both sides of the House پیش کرسکیں، اس میں کوئی politics نہیں ہے جوایوان پاس کرے اور پھر حکومت پر ہم اپنازور لگائیں کہ وہ اپنا action لے۔ چیئرمین صاحب، بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ جی۔ جی رضاصاحب۔

Point of Order raised by Senator Mian Raza Rabbani regarding absence of ministers from the House

سینیٹر میاں رضا ربانی: آپ دیکھیں کہ آج requisitioned session ہے، حکومت کاایک وزیر یہاں نہیں بیٹھا ہوا ہے۔ یہاں وزیرخارجہ کو throughout this debate موجود ہونا چاہیے تھا۔ آپ گیلریوں کودیکھ لیں، there is no responsible officer of the Foreign Office who is present here. What is going on, Mr. Chairman. یہ حکومت on Israel apologetic ہے، یہ حکومت on Kashmir apologetic ہے۔ انہوں نے، سرینا کے سامنے جو curfew

clock تھی، وہ بھی اس حکومت نے اتار دی ہے۔ یہ خوشنودی چاہ رہے ہیں؟ کیا امریکی سامراج کے سامنے اس حکومت نے اتنے گھٹنے ٹیک دیے ہیں کہ۔۔۔۔

جناب چیئرمین: وزیر صاحب کدھر ہیں، وزیر صاحب آجائیں جی۔ میں ابھی وزیر صاحب کو بلاتا ہوں۔ رفیع اللہ صاحب، Foreign Minister سے کہیں کہ وہ ایوان میں آجائیں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: اس سے بڑی debate ان کے لئے کیا ہوگی کہ He can't be present in the Senate.

جناب چیئرمین: رضا صاحب! ابھی بلاتے ہیں۔ جی شہادت اعوان صاحب! آپ کیا فرمارہے ہیں؟

سینیٹر شہادت اعوان: جناب چیئرمین! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ نے جمعہ کو House Business Committee کا اجلاس کیا، جس میں چیف وہپ جناب سلیم مانڈوی والا صاحب تشریف لے کر گئے اور سیکرٹری سینیٹ نے ان سے یہ کہا کہ چونکہ elected government ختم ہو گئی ہے لہٰذا چیف وہپ کی ضرورت نہیں رہی۔ لیکن آج جب میں نے یہ Orders of the Day دیکھا ہے کہ Senator Mohammad Ishaq Dar, Leader of the House, گو کہ میرے دل میں اپنے دوستوں کے لئے respect ہے لیکن میں point out کروں گا کہ Leader of the House and Mr. Shehzad Waseem, Leader of the Opposition تو میرا کہنا یہ ہوگا کہ اگر elected government ختم ہو گئی ہے تو میں آپ کو یاد کراوں گا کہ elected government, 2008 and 2013 میں جب ختم ہوئی تھی تو اس وقت حکومت نے Leader of the House, Farooq Naek کو appoint کیا تھا اور فاروق نائیک صاحب نے یہاں اپنی پہلی تقریر میں یہ کہا تھا کہ میں PM کو represent نہیں کروں گا لیکن میں ایوان کو facilitate کرنے کے لئے کام کروں گا لیکن میں اس سے بھی agree نہیں کرتا ہوں۔

جناب! میرا کہنا یہ ہے کہ ہمارے rules میں Leader of the House کی definition یہ کی گئی ہے کہ:

The Prime Minister or a Member appointed by him to represent government and regulate government business in the Senate when the Prime Minister is not sitting in the House.

Leader of the Opposition means the Member of the House who enjoys the support of the majority of the members in opposition to the government in the House and is declared as such by the Chairman of the Senate.

جناب چیئرمین! میری مختصر بات ہے کہ اب elected government نہیں ہے، اب یہ والا concept ختم ہو چکا ہے کہ حکومت کس کی ہے، یا کس کی نہیں ہے۔ اس وقت وہ جو government تھی اس نے موجودہ caretakers کو تعینات کیا۔ ہمارے rules میں caretaker set up کا کسی قسم کا ذکر نہیں ہے بلکہ ہونا تو یہ چاہیے کہ ہمارے Rule 8 کے تحت سیکرٹری صاحب کو sitting arrangement کو بھی revisit کرنا چاہیے تھا۔

جناب چیئرمین! چیف وہپ صاحب وہاں پر جاتے ہیں تو سیکرٹری صاحب کا ایک طریقہ کار ہے۔۔۔

جناب چیئرمین: عرض کرنا چاہتا ہوں۔ آپ سن لیں پلیز۔

سینیٹر شہادت اعوان: جناب چیئرمین! میری گزارش یہ ہے کہ یہاں وزیر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، یا تو اگر انہوں نے، میں آپ کو یاد کراوں گا کہ 24 اپریل 2013 کو caretaker Prime Minister میر ہزار خان کھوسو صاحب نے فاروق نائیک صاحب کا Notification کیا تھا اگر کوئی اس قسم کا Notification ہوا ہے تو پھر میں اپنے الفاظ واپس لے لوں گا۔ اگر نہیں ہوا ہے پھر جناب چیئرمین، یہ Orders of the Day جو ہے، میں کہتا ہوں کہ۔۔۔۔

جناب چیئرمین: جی مجھے سمجھ آ گئی ہے آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔

سینیٹر شہادت اعوان: تو چیف وہپ صاحب وہاں گئے، ان کے لئے ان کا طریقہ کار الگ ہے۔

جناب چیئرمین: میری گزارش سن لیں جی۔

سینیٹر شہادت اعوان: میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ پاکستان پیپلز پارٹی کے ساتھ ایک قسم کی تفریق کی جارہی ہے۔

جناب چیئرمین: سن تو لیں، ہمارے لئے بڑے قابل احترام ہیں۔ وہ Minister of State تھے، تمام Ministers of State de-notify کر دیئے تھے۔ ان کو وہ status دیا تھا، وہ as a Minister of State, Chief Whip تھے۔ اس لئے de-notify ہوگئے ہیں۔ آپ ان کو پھر حکومت سے کرا کے لے آئیں، ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ رہی بات Leader of the House کی تو وہ میرے پاس وزیراعظم کا consent آگیا ہوا ہے کہ یہی continue کریں گے۔ Thank you very much. Honourable جناب ڈاکٹر وسیم صاحب۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: Foreign Minister کو تو بلائیں۔

جناب چیئرمین: بلالیا ہے جی، بتادیا ہے اور رضا صاحب، ان کا Additional Secretary بیٹھا ہوا ہے، وہ نوٹ کر رہا ہے، ان کو میں نے کہا ہے کہ بلالیں جی۔ جی شہزاد وسیم صاحب۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: جی میں دے دیتا ہوں آپ کو۔ جی ڈاکٹر صاحب۔

Further discussion on the motion under Rule 218 regarding the Israeli atrocities and aggressive actions against the innocent Palestinians in Gaza resulting in martyrdom of thousands of innocent people and the efforts made by Government of Pakistan in this prevailing scenario

Senator Dr. Shahzad Waseem, Leader of the Opposition

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم (قائد حزب اختلاف) جناب چیئرمین! شکریہ، آج کا motion نہ صرف ایک motion ہے بلکہ اس کی ایک بڑی symbolic value بھی ہے جو یہ ہے کہ اس

deeply polarized political environment میں بھی سیاسی پارٹیوں میں اتنی جرأت اوراتنافہم ہے کہ وہ قومی مسائل پر اکٹھے ہوسکیں،آج اس اہم مسئلے پر، فلسطین کے مسئلے پر جوپوری قوم کے جذبات کی نمائندگی کرتاہے،اس پر یہ تمام نام اور یہ تمام دستخط ،بہت خوش آئند ہے۔ آج ایک مرتبہ پھر اسرائیل نے ایک ظالم ،سفاک اور دہشت گرد ملک ہونے کا ثبوت دیا ہے۔ ایک ایسا ملک، ایک ایسی ریاست۔ ایک ایسی قیادت اور ایک ایسا نظریہ جو صیہونی ریاست کے قیام کے لیے نہ کسی international law کی پرواہ کرتا ہےاور نہ ہی اس کے ہاں انسانیت کی کوئی قدر یااہمیت ہے۔

جناب چیئرمین ! تین ہفتوں سے اس نام نہاد مہذب دنیاکے سامنے غزہ میں جو ہورہاہےوہ اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ یاتو یہ خود کو مہذب دنیا کہلانا چھوڑ دیں یا پھر ڈکشنری میں مہذب ہونے کے معنی کو تبدیل کریں۔ایک چھوٹے سے خطے میں بیس لاکھ کے قریب فلسطینی،غالباً یہ دنیا کا گنجان ترین علاقہ ہوگاجو پہلے ہی سےایک open jail ہے، جو پہلے ہی سے محصور تھا،وہاں جو اسرائیلی بربریت، جارحیت، سفاکیت اور منظّم نسل کشی کا سلسلہ جاری ہے،اس کی نہ صرف بھرپور مذمت کرنی چاہیے بلکہ دنیا کواس کی مزاحمت بھی کرنی چاہیے۔

جناب چیئرمین ! کیاہےجوآج وہاں نہیں ہورہا، کون سے جنگی جرائم ہیں جوآج وہاں نہیں ہورہے، کون سی اخلاقی انسانی قدریں ہیں جوآج وہاں پامال نہیں ہورہیں، کون سے قوانین ہیں جن کی دھجیاں نہیں اڑائی جارہیں؟ایک طرف ہم دیکھ رہے ہیں کہ فاسفورس بم تک کا استعمال ہوتاہےاور دوسری طرف ہسپتالوں کو نشانہ بنایا جاتاہے۔ زمانہ جاہلیت میں بھی ہسپتال اور عبادت گاہوں کو محفوظ مقامات قرار دیاجاتا تھا۔ ہم اس صدی میں تمام حدیں عبور کرچکے ہیں۔

جناب چیئرمین ! آٹھ ہزار سے زیادہ شہادتیں ہوچکی ہیں۔ ہر گزرتے ہوئے لمحےان میں اضافہ ہورہاہے۔ تقریباً نصف، چار ہزار کے قریب صرف بچے شہید ہوچکے ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ خاک میں لتھڑے ہوئے اور خون میں نہلائے ہوئے یہ معصوم بچے، ان کی لاشیں، کیاعالمی ضمیر کے لیے تازیانہ ہے یا نہیں ہے؟ کہاں ہیں انسانی حقوق کی تنظیمیں؟ اگر ایک بھوکی بلی کے لیے بلبلااٹھتے ہیں اور یہاں جوآہ وفغاں ہے، ظلم وبربریت ہے،ان کی خاموشی ٹوٹنے کا نام نہیں لیتی۔

جناب چیئرمین! ایک لمبی داستان ہے، ان تین ہفتوں میں انسانیت کش اور فلسطینیوں کی نسل کشی کی ایک لمبی داستان ہے۔ فلسطینی تو آج اپنے خون کا خراج دے کر اپنی دھرتی کے ساتھ وفا نبھا رہے ہیں مگر عالمی دنیا، یہ بڑے بڑے انصاف کے ایوان ان کے لیے سوال چھوڑے جا رہے ہیں کہ ان کی کیا اہمیت رہ گئی ہے، ان کی کیا قدر رہ گئی ہے۔ جناب چیئرمین! وہاں پانی، خوراک، ادویات، بجلی، مواصلات، کسی قسم کی کوئی رسائی نہیں۔ ایک بڑا انسانی المیہ جنم لے رہا ہے۔ دوسری طرف ہم دیکھتے ہیں کہ اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کا بیان خوش آئند ہے مگر ان کے بیان اور جنرل اسمبلی کی قرارداد کے باوجود وہاں کسی قسم کا کوئی عمل نہیں ہو رہا۔ سلامتی کونسل، جس کی ذمہ داری ہے، میں جنگ بندی کا لفظ استعمال نہیں کروں گا، کسی نے بڑا خوب صورت جملہ کہا تھا کہ "تلوار اور گردن کے درمیان جنگ نہیں ہوتی، صرف قتل ہوتا ہے"۔ یہ قتل عام ہے، یہ جنگ نہیں ہے۔ یہ یکطرفہ قتل عام ہے، یکطرفہ نسل کشی ہے۔ سلامتی کونسل، جس کی ذمہ داری تھی، وہاں صرف مفادات اور بڑی طاقتوں کی اجارہ داری ہے اور سلامتی کونسل کی افادیت پر بھی سوال اٹھائے ہیں۔ اب وقت آگیا ہے کہ اس کے role کو بھی revisit کیا جائے۔ اس کے دائرہ کار کو بھی بڑھایا جائے، اس کو بھی زیادہ representative بنایا جائے اور veto جیسے غیر جمہوری ہتھکنڈوں کے بجائے اسے جمہوری اصولوں پر چلایا جائے۔

جناب چیئرمین! یہ تمام واقعات کھل کر ان double standards کی نشان دہی کرتے ہیں جہاں خون کا رنگ تو ایک ہے مگر نسل کی بنیاد پر، مذہب کی بنیاد پر، مفاد کی بنیاد پر تفریق ہے، standard فرق ہے۔ اگر یوکرین کی جنگ ہوگی تو بیانیہ اور reaction کچھ اور ہوگا مگر فلسطین اور کشمیر کے مظلوم مسلمانوں کے لیے بیانیہ کچھ اور ہوگا۔ یہ double standards پہلے بھی تھے مگر اب یقیناً یہ کھل کر سامنے آگئے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی واضح ہونا چاہیے کہ یہ بربریت جو اس وقت غزہ کے علاقے میں ہو رہی ہے، یہ یہاں تک محدود نہیں رہے گی، اس کے عالمی امن پر بھی دور رس اثرات مرتب ہوں گے۔ اس کا spillover باقی کئی ممالک کو بھی اپنی لپیٹ میں لے سکتا ہے۔ اس کے معاشی اثرات بھی ہوں گے، اس کے سیاسی اثرات بھی ہوں گے۔ جناب چیئرمین! آپ نے دیکھا کہ تیل کی قیمتیں ہوں، بین الاقوامی تجارت ہو، یہ سب اس سے affect ہوں گے، geo politics affect ہوگی۔ جو اسرائیل کے ساتھ تعلقات بڑھانے کا، اسرائیل

کے ساتھ دوستی کرنے کا بخار تھا، یقیناً اس میں بھی کچھ کمی آئے گی کیونکہ اسرائیل کا اصل چہرہ سب کے سامنے کھل کر آ چکا ہے۔

جناب چیئرمین! جہاں تک پاکستان کا تعلق ہے، پاکستان کی عرض فلسطین سے ایک گہری وابستگی، جذباتی وابستگی ہے۔ یہ انبیاء علیہ السلام کی سرزمین ہے، یہ مقامات مقدسہ کا مسکن ہے۔ ہمارا بیت المقدس سے تعلق لا الٰہ الا اللہ کی بنیاد پر ہے، ہمارا ان سے تعلق اصول کی بنیاد پر ہے، ہمارا ان سے تعلق اٹوٹ ہے، کسی عرب اور عجم کا مسئلہ نہیں ہے۔ پاکستان تو اپنے قیام کے ساتھ فلسطین کا cause لے کر چلا تھا۔ قائد اعظم محمد علی جناح کی سیاسی بصیرت اور ان کے افکار ہمارے لیے آج بھی مشعل راہ ہیں اور ہمیں بتاتے ہیں کہ فلسطین پر ہمارا مؤقف کیا ہونا چاہیے۔ انہوں نے وہ سب بھانپ لیا تھا اور فلسطینی سرزمین پر صیہونی ریاست مخالفت کی تھی اور آخری دم تک ان کے ساتھ اپنے تعلق اور رشتے کو نبھایا تھا۔

جناب چیئرمین! جو ایوان ہوتے ہیں وہ عوامی جذبات کی عکاسی کرتے ہیں۔ عوام سیاسی شعور رکھتے ہیں۔ آپ نے دیکھا کہ دنیا بھر میں، امریکہ میں، یورپ کے ممالک میں فلسطین کے ساتھ اظہار یک جہتی اور اسرائیل کی مذمت کے لیے مظاہرے ہو رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان میں بھی اگر کوئی فلسطین کے ساتھ اظہار یک جہتی اور اسرائیل کی مذمت کے لیے پر امن مظاہرہ کرتا ہے تو اس پر کسی بھی قسم کی کوئی قدغن نہیں ہونی چاہیے۔

جناب چیئرمین! یہ وقت آواز اٹھانے کا ہے، یہ وقت خاموشی توڑنے کا ہے کیوں کہ جب ظلم ہو رہا ہوتا ہے، جو وہاں پر لوگ ہیں ان کے لیے اپنوں کی خاموشی غیروں کے وار سے زیادہ افسوسناک ہوتا ہے، یہ خاموشی توڑنی ہے، ہر فورم پر آواز اٹھانی ہے، ہر جگہ پر آواز اٹھانی ہے اور مجھے خوشی ہے کہ ابھی کل ہی IPU کے اجلاس سے آئے ہیں جہاں پر سینیٹ آف پاکستان کی بھرپور نمائندگی تھی اور سینیٹ آف پاکستان نے پاکستان کے عوام کی فلسطین کے حوالے سے وہاں پر بھرپور نمائندگی کی، وہاں پر مشاہد صاحب کا بڑا دبنگ خطاب تھا، وہاں پر پاکستان کی آواز گونجی ہے۔

جناب چیئرمین! ان مسائل کے حل کے بغیر دنیا میں دیرپا امن نہیں قائم ہو سکتا، امن صرف جنگ کے نہ ہونے کا نام نہیں ہے، امن انصاف کے ہونے کا نام ہے، Mr. Chairman! Peace is not absence of war, peace is presence of justice

اور جب تک انصاف کی بنیاد پر فیصلے نہیں ہوں گے، کہیں پر دیر پا امن قائم نہیں ہو سکتا۔ آج Security Council کا اجلاس ہو رہا ہے، اس کو China and UAE نے move کیا ہے، ہمارا یہاں سے یہ مطالبہ ہونا چاہیے کہ فوری طور پر اسرائیلی پیش قدمی اور بمباری کو روکا جائے، غزہ کی ناکہ بندی کو ختم کیا جائے وہاں پر Humanitarian aid کے لیے safe corridors مہیا کیے جائیں اور پوری انسانی برادری اور بالخصوص پاکستان جو ہم امداد اپنے بھائیوں کے لیے وہاں پر پہنچا سکتے ہیں۔ ہم اس کی رسائی کو یقینی بنائیں، ایک آزاد خود مختار فلسطینی ریاست جس کا دارالحکومت بیت المقدس ہو اس کے بغیر وہاں پر امن قائم نہیں ہو سکتا۔

جناب چیئرمین! آخری بات۔ یہاں پر نامکمل ایوان کی بات ہوئی تھی اس ایوان پر یقیناً اب بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ عوام کے جذبات کی ترجمانی کرے اور چند ہی دنوں میں ہم دیکھ رہے ہیں اور امید کر رہے ہیں الیکشن ہوں گے اور یہ ایوان complete ہوں گے۔ ان ایوانوں میں بلند ہونے والی آوازیں، اس کی مضبوطی اس بات پر منحصر ہوتی ہے کہ یہ جو ایوان وجود میں آئیں، یہ عوام کے نمائندہ ایوان ہوں اور صحیح معنیٰ میں ان کو represent کریں، وہ اس وقت ممکن ہوتا ہے کہ جب ایک ایسا الیکشن ہو جو کہ صاف اور شفاف ہو جس میں تمام political parties کو حصہ لینے کی آزادی ہو، جس میں سب کے لیے یکساں مواقع ہوں اور پاکستان کے عوام کو یہ آزادی دی جائے کہ وہ اپنے نمائندے اور اپنے ایوانوں کو منتخب کریں، شکریہ۔

جناب چیئرمین: جی معزز سینیٹر سید یوسف رضا گیلانی صاحب۔

Senator Syed Yousuf Raza Gillani

سینیٹر سید یوسف رضا گیلانی: جناب چیئرمین! Leader of the House and Leader of the Opposition نے اپنا موقف پیش کیا ہے، Advisory Committee میں point-out کیا گیا تھا کہ یہ جو requisition ہم نے کی ہے اس وقت میرے مطابق جو وہاں پر بھی بات کی گئی that was from the Pakistan People's Party and the PTI, ہم نے مل کر requisition کی تھی مگر یہ جو مسئلہ ہے، یہ ان چیزوں سے بہت بلند ہے اور بہت بڑا مسئلہ ہے اور اس مسئلے کے لیے ہم چھوٹی بات نہیں کریں گے، ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ جو مسئلہ ہے اس پر خواہ ہم جس بھی جماعت سے یہاں پر ایوان

میں بیٹھے ہیں، جس کی بھی نمائندگی کر رہے ہیں، اس وقت ہم unitedاور ایک ہیں اور پورے اسلامی امہ کے جو جذبات ہیں ہمارے بھی وہی جذبات ہیں اور پوری دنیا میں protests ہو رہے ہیں، پوری دنیا میں even in Europe, in United States and Islamic Countries وہاں پر بھی protests ہو رہے ہیں، میں سمجھتا ہوں ان protestsکا ابھی تک کوئی اثر نہیں ہوا یہ اثر اس لیے نہیں ہے کہ we are not united, Islamic Ummah is not unitedاگر OIC جب بنایا گیا تھا اس کی بنیاد جو تھی وہ مسئلہ فلسطین تھا، اسی طرح سے اگر پیپلز پارٹی بنائی گئی تھی تو اس کی بھی بنیاد مسئلہ کشمیر تھا۔ اس لیے وہ مسائل جو اس region میں، اس دنیا میں اگر stabilityنہیں لا سکتے تو اس وقت یہاں پر اگر توازن نہیں ہوگا تو امن نہیں ہوگا، اس لیے ہم نے ہمیشہ فلسطین اور کشمیر کی بات کی ہے۔ میں اس وقت ایک شعر کے ساتھ کچھ Pointsدینا چاہ رہا ہوں، مجھے یاد ہے کہ وزیر اعظم بننے کے چند دن کے بعد میں شرم الشیخ گیا، میرے ساتھ تمام پاکستان کی پارٹیاں بشمول اپوزیشن میرے ساتھ تھیں اور ہم نے جا کر وہاں ڈاکٹر منموہن سنگھ سے مذاکرات کیے، مذاکرات کے دوران ہم نے چار points پر اتفاق کیا۔ نمبر ایک پر کشمیر، نمبر دو سر کریک، نمبر تین سیاچن، نمبر چار for your information, because now the Prime Minister is from Balochistan, the Interior Minister is from Balochistan and honourable Chairman Senate is from Balochistan,اس لیے میں نے ان سے کہا کہ چوتھا مسئلہ جو ہے وہ بلوچستان ہے، انہوں نے مجھے کہا۔۔۔

(مداخلت)

سینیٹر محمد اسحاق ڈار (قائد ایوان): کہہ رہے ہیں چیف جسٹس بھی بلوچستان سے ہیں۔

سینیٹر سید یوسف رضا گیلانی: میں politiciansکی بات کر رہا تھا۔۔۔

(مداخلت)

سینیٹر سید یوسف رضا گیلانی: اس کے لیے جب بلوچستان کی بات ہوئی تو مجھے انہوں نے کہا کہ بلوچستان میں تو کچھ بھی نہیں ہے، میں نے کہا جناب interferenceہے، RAWکی interferenceہے، آپ کی interferenceہے، اس لیے جب تک یہ نہیں ہوگا تو regionمیں امن نہیں آئے گا تو انہوں نے کہا ٹھیک ہے جو joint Communiqueہے ہم

اس میں یہ بھی add کردیتے ہیں۔ میں نے شاہ محمود صاحب کو بلایا وہ Foreign Minister تھے، ان سے کہا یہ بات آپ لکھوائیں، اس نے پھر مجھ سے تصدیق کی یہ بات لکھنی ہے؟ میں نے کہا لکھنی ہے انہوں نے پھر ان کی طرف منہ کیا کہ Prime Minister صاحب یہ Joint Communique میں اجازت ہے؟ اس نے کہا بالکل اجازت ہے آپ لکھیں because Mr. Gillani is the man of peace, آپ لکھیں، اب جب لکھ لیا تو اس وقت جب واپس گئے تو پارلیمنٹ میں بہت ہنگامہ ہوگیا، جب ہنگامہ ہوا تو اس پر بہت شور مچا پھر وہاں سے میرے MS کو لوک سبھا سے فون آیا کہ وہ شعر بتائیں جس کا میں نے ذکر کیا، جو میں نے اور گیلانی صاحب نے وہاں پڑھا تھا تو وہ شعر میں نے پارلیمنٹ کو سُنانا ہے۔ انہوں نے مجھے کہا۔

یہ جبر بھی دیکھا ہے تاریخ کی نظروں نے
لمحوں نے خطا کی، صدیوں نے سزا پائی

انہوں نے کہا کہ میں دیکھ رہا ہوں، ہم سے ایک چھوٹی سی غلطی میں معاملات کہاں تک پہنچ گئے ہیں تو اس وقت میرے delegation کے ممبران نے کہا کہ آپ شعر میں اس کا جواب دیں تو میں نے کچھ یوں جواب دیا۔

کچھ اپنوں نے، کچھ غیروں نے سہارا نہ دیا
لغزش کی ضرورت تھی سنبھلنے کے لیے
ہم خود ہی دھکے کھا کر، خود ہی مار کھا کر
خود ہی سنبھل گئے ہیں
مگر ہمیں بھی تو آپ نے سہارا نہیں دیا

تو اس طریقے سے میں سمجھتا ہوں کہ میں کوئی ایسی بات نہیں کرنا چاہتا کہ جس کے بعد میں کہوں کہ slip of tongue ہو گئی ہے۔ غزہ میں اسرائیل کی جانب سے حالیہ بمباری ہوئی ہے اس سانحہ میں آٹھ ہزار سے زیادہ فلسطینی شہید ہو چکے ہیں، ان میں بیشتر کی تعداد خواتین اور بچوں کی ہے اور اس کے علاوہ Al-Ahli Arab Hospital in the besieged Gaza strip پر اسرائیل نے حملہ کیا وہ انتہائی اندوہناک ہے اس کے نتیجے میں پانچ سو معصوم افراد جان بحق

ہوئے جن میں اکثریت بچوں کی تھی۔ یہ کوئی، ایک عمارت پر حملہ نہیں تھا بلکہ بے شمار بین الاقوامی، انسانی قوانین کی کھلم کھلا خلاف ورزی تھی۔ ہسپتالوں جیسی جگہوں پر حملہ جنیوا کنونشن کے تحت ان کو تحفظ حاصل ہے اور ان جگہوں پر حملہ نہیں کیا جا سکتا اور ایسی جگہوں پر حملہ آور ہونا سنگین جنگی جرائم ہیں اور یہ international کے عین مطابق ہے۔ یہ جنگ کوئی ایسی نہیں بلکہ کھلی نسل کشی کی جارہی ہے اور دُنیا دیکھ رہی ہے کہ ایک طاقتور فوج، نہتے لوگوں پر ظلم کر رہی ہے، بربریت کر رہی ہے اور معصوم فلسطینوں پر بربریت کی جاری رہی ہے اور اس کا جواب، فلسطینی پتھروں کے ساتھ دے رہے ہیں۔ یہ کوئی مساوی سلوک نہیں ہے، مغرب میں جو انسانی حقوق سے متعلق یہ جو double standard ہیں وہ آج اس بربریت سے بے نقاب ہو رہے ہیں۔

حالیہ واقعات پر سب کی نظریں ہیں، غزہ ہسپتال میں خون ریزی کے واقعہ کے بعد عرب لیڈران نے امریکی صدر جو بائیڈن سے ملاقات منسوخ کر دی۔ آج پوری دُنیا میں بڑے پیمانے پر احتجاج ہو رہے ہیں۔ اس تناظر میں، اس معزز ایوان کو میں تجویز دیتا ہوں کہ اسرائیل کی جانب سے تباہ کن کارروائیوں کو بیان کرنے کے لیے ہمیں اصطلاحات کو درست کرنا ہو گا۔ ہم نے پہلے کئی قرار دادیں پاس کیں ہیں اور سینیٹرز نے بہت ذمہ دارانہ طریقے سے اپنی اپنی رائے کا اظہار کیا۔ آج کے حالات کے بعد، اب لفظ" وحشی "ان مظالم کو بیان کرنے کے لیے ایک فرسودہ اور ناکافی محسوس ہو رہا ہے۔ ان وحشیانہ مظالم کے لیے اب zionatic savagery میرے خیال میں زیادہ موزوں ہو گا۔ یہ ظلم اور بربریت نازیوں سے بھی بڑھ گئی ہے۔ اب مغرب کو double standard سے بالکل باہر نکلنا ہو گا۔ مغربی ممالک جمہوریت کے champion ہیں، مگر فلسطین کے معاملہ پر ان کے طرز عمل میں واضح تضاد نظر آتا ہے مثلاً ہسپتال پر بمباری کے بعد امریکی صدر جو بائیڈن کی اسرائیلی وزیر اعظم کو نہ صرف انہوں سے support کیا بلکہ انہیں مزید فنڈز جاری کر دیے گئے۔

پاکستان نے ہمیشہ فلسطین کی حمایت کی ہے، مشرق وسطیٰ میں پائیدار امن کے لیے دو ریاستی تصفیے جس کا ذکر لیڈر آف دی اپوزیشن نے بھی کیا، جو کہ 1967 سے پہلے کی سرحدوں پر قائم ہوں اور القدس الشریف فلسطین کا دارالخلافہ ہونا چاہئے۔ اس معزز ایوان کی کئی قرار دادیں پہلے بھی adopt ہوئیں ہیں۔ ہم سب یہ چاہتے ہیں کہ result oriented ہونی چاہیے۔ آج

ہمیں کچھ کرنا ہوگا اور اپنے فلسطینی بھائیوں کے لیے اس غمزدہ گھڑی میں خوراک، ضروری طبّی اشیاء کی فراہمی کو یقینی بنانا ہوگا اور اس میں بین الاقوامی برادری اپنا کردار ادا کرے۔

ہم چین جیسے ملک کو بھی سراہتے ہیں جو کہ ثالثی اور بات چیت کے فروغ کے لیے ہمہ وقت تیار ہے۔ قائرہ میں اس مسئلہ کے حل کے حوالے سے جاری امن کی کوششوں میں چین کی سفارتکاری کی کوششوں سے واضح ہے کہ چین اس ضمن میں کتنا فکر مند ہے۔ تاریخی لحاظ سے چین نے فلسطین کے مسئلے پر نہ صرف سفارتی حمایت فراہم کی بلکہ اُن ممالک میں صف اول پر ہے جنہوں نے فلسطینی پناہ گزینوں کی مدد کی۔ پاکستان نے فلسطین کے متعدد طلبا کو وظائف فراہم کیے اور ہماری بہترین ملٹری اکیڈمی فلسطین کے قانون نافذ کرنے والے اداروں کو تربیت بھی فراہم کرتی رہی ہے

۔

آج مسلم امہ پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ متحد ہو کر ان تمام مسائل کا سامنا کرے۔ مسلمان عدم اتحاد کی بنا پر، آج دُنیا میں مسائل کا شکار ہیں۔ ہماری قوت، ہمارے اتحاد میں مضمر ہے۔ ہم امریکہ اور دیگر ممالک پر زور دیتے ہیں کہ وہ تخریبی کردار کی بجائے تعمیری کردار کا انتخاب کریں کیونکہ یہی اس مسئلے کا حل ہے اور میں اس کردار کی اہمیت کا حامی ہوں۔ فلسطینی بھائیوں کے ساتھ مشترکہ تاریخی، دینی، ثقافتی رشتوں کی روشنی میں پاکستان اہل فلسطین کے ساتھ کھڑا ہے۔ ایک سکینڈ، پلیز۔

قائد اعظم محمد علی جناح نے before partition کہا تھا کہ میں ایسے نہیں مانوں گا اور ہم انہی کے پیروکار ہیں۔ انہوں نے پاکستان کے قیام سے پہلے کہہ دیا تھا کہ، اب اس کا حل کیا ہو سکتا ہے؟ صرف criticism تو ہو سکتا ہے، تنقید تو کی جا سکتی ہے مگر کچھ حل بھی بتانا ہوگا۔

1. Urge for immediate and unconditional ceasefire.
2. Advocate for the establishment of Palestinian State with Al-Quds Al Sharif as its capital, as per United Nations Resolutions.
3. Implore the International Community particularly the influential western powers to acknowledge and rectify the passive complicity to take a proactive role in mediating a just resolution.

Thank you, Mr. Chairman.

جناب چیئرمین: معزز اراکین، میں آپ کی توجہ چاہوں گا۔ میری left side پر H.E Dr. Kalinda Francois Xavier جو کہ President Senate of Republic of Rwanda ہیں اور اُن کے ساتھ H.E. James Kimonyo, Rwanda Ambassador to China جو کہ پاکستان کو دیکھتے ہیں، تشریف فرماں ہیں اور اُن کے ساتھ Honourable Murangwa Ndangiza Hadijia, Chairperson of the Committee on Foreign Affairs, Cooperation and Security , and also Chairperson of the Senate Rwanda's Friendship Group with Pakistan ہیں اور Member of Parliament, Rwanda بھی ہیں تشریف فرماہیں، ان کے ساتھ Mr. Farooq Azam Khawaja تشریف لائے ہیں اور ان کے ساتھ تشریف رکھتے ہیں sahib جو کہ Honorary Counsel General ہیں اور پاکستان کی نمائندگی Rwanda میں کر رہے ہیں اور انہی کے ساتھ Captain Mugabe Eric, ADC to the President of the Senate, Rwanda ہیں۔ آپ تمام کو welcome to the House Excellencies. سینیٹر سید علی ظفر صاحب، پلیز۔

Senator Syed Ali Zafar

سینیٹر سید علی ظفر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خلیل جبران نے کہا تھا کہ Life without liberty is like a soul without a body. Today in this August House we deliberate upon the plight of the Palestinians. We will decide who is right and who is wrong today. آج ہم یہ فیصلہ کریں گے کہ سچ کیا ہے اور جھوٹ کیا ہے۔

We will decide what is justice and what is tyranny.

چیئرمین صاحب! پچھلے 23 دن سے اسرائیل بے دردی سے غزہ پر بمباری کر رہا ہے۔ بے دردی سے راکٹ پھینک رہا ہے۔ Latest خبروں کے مطابق آٹھ ہزار سے زیادہ فلسطینی شہری جن کا اس جنگ سے کوئی تعلق نہیں ہے وہ شہید ہو گئے ہیں۔ ان میں خواتین، بزرگ، بچے اور

babies بھی شامل ہیں۔ بیس ہزار سے زیادہ فلسطینی زخمی ہیں۔ ان کا بھی جنگ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ان کا کھانا پینا، medicines, ان کی supplies, ان کی بجلی، ان کا فیول سب کچھ بند کر دیا گیا ہے۔ ہسپتال پر بم برسا دیا گیا ہے۔ باقی ہسپتال بند ہیں۔ جو بیمار ہیں اور زخمی ہیں ان کے بارے میں اسرائیل کہتا ہے کہ وہ جانور ہیں، ان کو مرنے دیں۔

The humanitarian aid has been stopped. The passages that were providing humanitarian aid have been blocked.

چیئرمین صاحب! اس کے باوجود اسرائیل کہتا ہے کہ فلسطینی terrorists ہیں، دہشت گرد ہیں۔ آئیں، آج فیصلہ کرتے ہیں کہ دہشت گرد کون ہے اور مظلوم کون۔ یہ فیصلہ کرتے ہیں کہ حملہ آور کون ہے اور کن کی زمین پر قبضہ ہوا ہے۔ آج اس ایوان میں ہم یہ فیصلہ کریں گے کہ قانون شکنی کون کر رہا ہے۔ Human Rights laws and humanitarian laws کی violation کون کر رہا ہے and ultimately apartheid regime کس نے Gazans پر impose کی ہے۔ میں کہوں گا کہ یہ بھی فیصلہ کر لیں کہ genocide کون کر رہا ہے۔ آج یہ میں آپ کو بتاتا ہوں۔

چیئرمین صاحب! حقیقت یہ ہے کہ پچھلے پچھتّر سال سے، for 75 years, terrorism اور دہشت گردی اسرائیل کر رہا ہے۔ آپ کو پتہ ہے کہ Balfour Declaration ہوئی، جس میں برطانیہ کی حکومت نے کہا کہ ہم Zionist مقصد کے حصول کے لئے، جس کے تحت فلسطین کی سر زمین پر اسرائیل کا قیام کرنا تھا، اس Balfour Declaration سے لے کر League of Nations کے mandate جس کے تحت برطانیہ کی حکومت کو اس Balfour Declaration کو نافذ اور اس پر عمل درآمد کرانا مقصود تھا۔ اس وقت سے لے کر جب تک اسرائیل بنا، ہزاروں فلسطینیوں کو مارا گیا۔ Underground militant organizations by the name of Irgon and Hanganah بنائی گئیں جنہوں نے بیس سال تک فلسطینیوں کو ذبح کیا اور تاریخ کی کتابیں کہتی ہیں کہ دس فیصد فلسطینیوں کی population کو اسرائیل نے ختم کر دیا۔ Terrorist کون ہے؟ کون قتل کر رہا ہے؟ فلسطینی قتل کر رہے تھے یا اسرائیلی؟ جب امریکہ نے World War-II

میں فلسطینیوں کے خلاف Zionist lobby کو support کرنا شروع کیا اور United Nations نے partition plan کیا جس میں فلسطین کو divide کرنا تھا۔

چیئرمین صاحب! 1948 کا massacre کس نے کیا؟ Zionists نے اس massacre میں villagers کو زندہ جلایا۔ ان کے گھروں میں ان کی ماؤں اور بیٹیوں کو مارا اور اس کے بعد ان کی لاشوں کو اسی طرح چھوڑ دیا۔ ان کو بے گھر کیا۔ یہ واقع 1948 massacre کے نام سے مشہور ہے۔ ہزاروں فلسطینی اس وقت بھی مرے۔ اب Terrorist کون ہے، اسرائیلی یا فلسطینی؟ جناب حقیقت یہ ہے کہ 2004 میں اسرائیل نے غزہ پر بم برسائے۔ چیئرمین صاحب! 2005 میں کس نے فلسطینیوں پر ناکہ لگا دیا اور انہیں اتنا مجبور کیا کہ وہ اپنی ہی زمین پر refugees کی طرح زندگی گزاریں۔ 2008 میں کس نے راکٹ برسائے؟ وہ اسرائیل نے غزہ پر برسائے۔ 2012 میں انہوں نے ہوائی جہازوں سے غزہ پر bombardment کی۔ 2018 میں انہوں نے بے دردی سے فلسطینیوں کا قتل عام کیا۔ 2021 میں راکٹ لانچ کیے۔ 2022 میں اسرائیلی فوجوں نے مسجد اقصیٰ کی بے حرمتی کی۔ میں پوچھتا ہوں کہ terrorist کون ہے؟

تاریخ پڑھیں تو آپ کو نظر آئے گا کہ terrorist دراصل اسرائیل ہے اور مظلوم فلسطین ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ پچھلے 75 سال سے ہر روز یہ کچھ فلسطینی مار دیتے ہیں اور ان کو کہتے ہیں کہ فلسطینی terrorists ہیں۔ اگر وہ دو تین لوگ، جن کو وہ ہر روز مار رہے ہیں، اگر terrorist ہیں تو انکا trial کریں۔ ان کو عدالت میں لے کر آئیں اور فیصلے کریں۔ یہ خود ہی فیصلہ کرتے ہیں کہ terrorist ہیں اور مار دیتے ہیں۔

چیئرمین صاحب! میں یہ کہتا ہوں کہ جو ملک بھی اس وقت اسرائیل کو condemn نہیں کر رہا اور جو ملک یہ کہہ رہا ہے کہ اسرائیل کے خلاف terrorism ہو رہی ہے وہ history سے ignorant ہے۔ آئیں، اب فیصلہ کرتے ہیں کہ قابض کون ہے؟ کس نے زمین پر قبضہ کیا ہے اور کس کی زمین پر قبضہ ہوا ہے۔ میرے سامنے authenticated map ہے۔

(اس موقع پر سینیٹر سید علی ظفر نے ایک کاغذ ہاتھ میں لے کر اپنی نشست سے سارے ایوان میں دکھایا)

سینیٹر سید علی ظفر: یہ دکھاتا ہے کہ 1888 سے 1946 تک یہ ساری زمین فلسطین کی تھی۔ Israel was not existing چیئرمین صاحب! اسرائیل کا کوئی وجود نہیں تھا۔ 1948 میں چھوٹا سا اسرائیل بنا اور زیادہ فلسطین تھا۔ 1948 سے 1969 میں اگر ہم دیکھیں تو فلسطین چھوٹا ہوتا گیا اور اسرائیل بڑا ہوتا گیا۔ آج دیکھیں تو فلسطین غائب ہو گیا ہے اور map میں اسرائیل ہی اسرائیل ہے اور ایک پتلی سی strip رہ گئی ہے غزہ کی جس کو فلسطین کہتے ہیں۔ کیا اسرائیل اس سے مطمئن ہے؟ نہیں۔ اسرائیل کہتا ہے کہ یہ والا جو حصہ رہ گیا ہے اس پر بھی ہم نے قبضہ کرنا ہے۔ وہ فلسطین کو تاریخ سے ختم کرنا چاہ رہے ہیں۔ They want to take them out of history books. That is the concept of Zionism. ان کو نہیں پتا کہ قانون کیا کہتا ہے۔ قانون کہتا ہے کہ آپ ہزاروں سال تک بھی قبضہ رکھیں لیکن اگر قبضہ غیر قانونی ہے تو وہ غیر قانونی ہی رہے گا۔ اس کو آپ legitimate نہیں کر سکتے۔ اسرائیل کی occupation کی legitimacy ہمیشہ ناکام ہی رہے گی۔ وہ invaders ہی رہیں گے۔ ers. جناب! قانون شکنی کون کر رہا ہے؟ آپ کو پتا ہے کہ United Nations نے Israel کے خلاف کتنی resolutions pass کی ہیں، وہ 100 سے زائد ہیں اور ان میں سے کتنی پر عملدرآمد ہوا ہے؟ ایک resolution پر بھی عمل نہیں ہوا، Israel نے ان کو کاغذ کا ٹکڑا سمجھ کر اور پھاڑ کر ٹوکری میں پھینک دیا ہے۔ قانون شکنی کس نے کی ہے؟ Israel نے کی ہے یا فلسطین نے کی ہے۔ جو لوگ اس حقیقت کو deny کرتے ہیں۔ جناب! لوگ کہتے ہیں کہ آپ Israel پر غلط الزام لگا رہے ہیں کہ وہ racist ہیں کہ انہوں apartheid کی ہے۔ میں الزام نہیں لگا رہا، میں آپ کو UN کی resolution بتاتا ہوں، UN کا document No.33/29 بتاتا ہوں، وہ UN کا document کہتا ہے، Zionist regime is racist regime and has imposed apartheid upon the Gazans. قانون اور تاریخ بھی فلسطینیوں کے ساتھ ہے۔

جناب! جنگ کے بھی اصول ہوتے ہیں، جنگ بڑی خوفناک ہوتی ہے، ہم سب کو جنگ سے avoid کرنا چاہیے لیکن اس کے بھی اصول ہوتے ہیں۔ شہریوں کو جان بوجھ کر ہلاک نہیں کیا جا سکتا، ہسپتالوں پر بم نہیں گرائے جا سکتے، لوگوں کو قتل نہیں کیا جا سکتا، بچوں کو قتل نہیں کیا جا سکتا، genocide نہیں ہو سکتی اور apartheid نہیں ہو سکتی۔ فاسفورس نہیں پھینکا جا سکتا اور اس

کے علاوہ آپ mass exodus نہیں کر سکتے، آپ جنگ میں لوگوں کو displace نہیں کر سکتے، اگر آپ ان میں سے کسی چیز کو کرتے ہیں تو they are considered to be war crimes, یہ جنگی جرائم ہوں گے۔ اس کے لیے عدالتیں بنی ہوئی ہیں جو سزا دیتی ہیں۔ میں نہیں کہہ رہا، میں آپ کے لیے quote کرتا ہوں۔ Article 3 and 23 of the Geneva Conventions, Article 13 (4) paragraph 2, Article 17, Article 48. 70 and 71 of the protocol 1 and 2 بھی یہی کہتے ہیں جو میں کہہ رہا ہوں۔ Article 8 (2)(1) of the Rome Statute of the Criminal Law, وہ کہتا ہے کہ آپ کو ان جرائم کی International Court of Justice میں سزا مل سکتی ہے، these are war crimes. آپ کی United Nations کی جو resolutions 43 of 131 and 45 of 100 ہیں، وہ بھی اس چیز کے لیے منع کرتی ہیں۔

I refer to the military Tribunal of Rome of 1979 Judgement, I refer to the Rwanda Tribunal and Sierra Leone Tribunals.

Mr. Chairman: Honourable President Senate of the Rwanda is also sitting here.

Senator Syed Ali Zafar: He will be fully aware of the laws of war and of what the Rwanda Tribunal was all about. The relief cannot be stopped, the protocols of Geneva Convention say.

آپ humanitarian aid نہیں روک سکتے لیکن Israel نے ان سب کی چیزوں کی violation کی ہے۔

جناب! ہمارے جناب منیر اکرم صاحب UN کے permanent representative ہیں، انہوں نے کچھ دن پہلے United Nations میں بڑی خوبصورت بات کی۔ انہوں نے کہا کہ اس conflict کا اصل گنہگار Israel ہے اور اس کی ناجائز occupation ہے، انہوں نے کہا کہ this occupation is the original sin

انہوں نے بڑی اچھی بات کی اور انہوں نے بڑا اچھا standلیا۔ We must appreciate Pakistan's stand on this issue and we must stand behind that stand as a Senate. جناب! دوسری طرف کیا کر رہے ہیں کہ فلسطینی کون ہیں؟ They are the occupied and the oppressed, وہ کیا کر رہے ہیں، وہ آزادی کی جنگ لڑ رہے ہیں، وہ اپنی زمین کی جنگ لڑ رہے ہیں جو کہ illegally occupied ہے Israel سے۔ They are fighting for their liberty against the invaders, they are fighting for their very existence, they are fighting for their right to be alive, they are fighting for the right way, their fight is just. ترکیہ کے صدر طیب اردوان صاحب نے بھی بڑی خوبصورت باتیں کیں، میں وہ repeat کرتا ہوں، میں نے جو ساری باتیں کیں، انہوں نے ان کا خلاصہ دیا، انہوں نے فلسطینیوں کے بارے میں کہا کہ they are liberators, they are Mujahideen, they are fighting to liberate their land, Israel is the occupier, invader and terrorist. Mahathir Muhammad, I believe, he was one of the best leaders the Muslim world has seen. جناب مہاتیر محمد صاحب نے کہا، اگر آپ ایک شخص کو کنارے پر لے جائیں گے، اس کو قتل کرنے لگیں گے، اس کی زمین چھین لیں گے تو آپ یہ reaction سمجھتے ہیں کہ وہ آپ کو سلام کرے گا اور کہے گا کہ آئیں، تشریف لائیں یا اپنے حق کے لیے لڑے گا، for his existence, for his very life. فلسطینی اپنی جنگ لڑ رہے ہیں جو just جنگ ہے۔

جناب! اس جنگ کے بارے میں United Nations کیا کہتی ہے؟ United Nations کہتی ہے کہ اگر آپ نے اپنی self determination کے لیے جنگ لڑنی ہے، اگر آپ نے اپنی preservation کے لیے جنگ لڑنی ہے، اگر آپ نے آزادی کے لیے جنگ لڑنی ہے، اگر آپ نے غیر قانونی occupation کے خلاف جنگ لڑنی ہے تو پھر آپ کو اجازت ہے۔ آپ اپنے آپ armed کر کے بھی لڑ سکتے ہیں۔ قانون اور تاریخ بھی فلسطینیوں کے حق میں ہے۔ ہم صرف جذبات سے بات نہیں کر رہے، ہمیں آج قانون اور history کے مطابق فیصلے کرنے

ہیں،.I think, the war is just جناب! Israel کیا کہتا ہے، میں ایک اور چیز world leaders کے ساتھ مل کر کہنا چاہتا ہوں، I am ashamed of some of the countries that they are allies of the Israel. وہ بچے مارتے ہیں، Israel کیا کہتا ہے کہ ہم بچے نہیں مار رہے، ہم آج مستقبل کے دہشت گردوں کو مار رہے ہیں، میں ashamed ہوں، I am actually ashamed کہ بہت سارے ممالک اس کے باوجود چپ ہیں، نہ صرف چپ ہیں بلکہ support کر رہے ہیں، نہ صرف support کر رہے ہیں بلکہ کچھ ممالک Israel کو اسلحہ بھی دے رہے ہیں۔

جناب! Ukraine میں جنگ ہوئی، اس کے لیے پوری دنیا اٹھ گئی، انہوں نے کہا کہ یہ کیا ہو رہا ہے، جنگ ہو رہی ہے، اس کو روکا جائے۔ وہ فلسطین کے بارے میں نہیں بولے۔ میں دوبارہ جناب منیر صاحب کی بات کرتا ہوں، یہ اس لیے ہے کہ کیا وہ بچے سفید نہیں ہیں، وہ brown ہیں یا black ہیں تو .?they are children of a lesser God آپ ان کو کہتے ہیں کہ وہ مرتے رہیں۔

The life of all civilians is sacrosanct, be they whichever colour, be they whichever race, be they whichever religion, cast or creed, they have the same red blood. Any blood spelt illegally and unlawfully, it has to be condemned by this Senate, it has to be condemned.

جناب! میں United Nations کے بارے میں بھی کچھ کہنا چاہوں گا اور میں سینیٹ سے امید کرتا ہوں کہ یہ وہ کہے گا۔ کتنی resolutions pass ہوئیں، کتنی بار اس نے کہا کہ یہ ہونا چاہیے اور اس کی بات نہیں مانی جا رہی۔ جناب! United Nations کہاں ہے؟ کیا United Nations fail ہو گئی ہے، اتنی کمزور ہے کہ وہ جب چاہے کسی کے خلاف کچھ کر دیتی ہے، اگر پاکستان جیسے ملک کا کچھ ہو تو فوراً باتیں اٹھ جاتی ہیں لیکن Israel کی بات ہو تو چپ ہیں۔ میں سوال پوچھتا ہوں کہ UN کا کیا فائدہ ہے؟ اب جناب میں آخری دو باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ جب ہم فلسطین کی بات کرتے ہیں تو میرے خیال میں کشمیر کی بھی وہی ظلم و ستم کی کہانی ہے، کشمیر میں بھی وہی کچھ ہو رہا ہے جو فلسطین میں ہو رہا ہے۔ وہاں اسرائیلی Zionist حکومت کی بجائے

مودی کی حکومت بیٹھی ہے۔ وہاں بھی illegal occupation ہے۔ بین الاقوامی UN Resolutions بھی ہیں۔ اقوام متحدہ کو چاہیے کہ جہاں فلسطین کا issue solve کرنا ہے جس کی میں ابھی suggestions دیتا ہوں وہ وہاں کشمیر کا issue بھی solve کرے۔

جناب چیئرمین! جب ہم آزادی کی بات کرتے ہیں، جب ہم جمہوریت، human rights کی بات کرتے ہیں، بنیادی حقوق کی بات کرتے ہیں تو ہمیں اپنے گریبان میں بھی جھانکنا ہے۔ پھر ہمیں پاکستان کا حال بھی دیکھنا ہے۔ یہاں بھی آئین کا قتل ہو چکا ہے۔ آئین کہتا ہے کہ 90 دنوں میں الیکشن کراؤ لیکن 90 دن گزر چکے ہیں۔ آئین کہتا ہے کہ سپریم کورٹ کا حکم مانو۔ سپریم کورٹ کہتی ہے کہ 14 مئی کو الیکشن کراؤ، کوئی اسے نہیں مانتا۔ آئین کہتا ہے کہ سب کے ساتھ برابری کا سلوک کرو۔ پاکستان کی سب سے بڑی جماعت PTI کو level playing field تو کیا field ہی نہیں دی جا رہی ہے کہ وہ اپنی election campaign کرے۔

جناب چیئرمین: میری آپ سے گزارش ہے کہ آج غزہ پر ہی رہیں، اس کے بعد پھر کر لیں گے۔

سینیٹر سید علی ظفر: جناب ہمارے ساتھ پاکستان میں جو ہو رہا ہے اسے بھی سینیٹ کو اس کے ساتھ ہی دیکھنا پڑے گا اور ان شاء اللہ آنے والے اجلاس میں ہم اسے دیکھیں گے۔

اب جناب اس کے solutions کیا ہیں۔ سب سے پہلے immediate ceasefire. جناب میں repeat کرتا ہوں جو European Union نے کہا ہے کہ the danger is that this war will spread and become like a conflict between civilizations. A clash of civilizations. یہ ہو سکتا ہے کہ اسلام اور دوسرے مذاہب میں ایک جنگ ہو جائے اور پھر یورپی یونین نے کہا ہے کہ اگر ایسی جنگ ہو گئی تو وہ صرف مڈل ایسٹ میں نہیں رہے گی, it will reach the shores, the boundaries, territories of Europe and the streets of USA. So ceasefire is the first step. دوسرا یہ کرنا چاہیے کہ humanitarian aid فوراً کھولی جائے اور اس کا بڑا آسان طریقہ ہے۔ United Nations کا ایک قانون ہے جو کہتا ہے کہ United Nations کسی بھی area or territory کو safe zone declare کر سکتا ہے۔ جب وہ safe zone declare

ہو جائے تو وہاں کسی قسم کا حملہ نہیں ہو سکتا، کوئی humanitarian aid نہیں روکی جا سکتی ہے، so that is step number two. تیسرا قدم یہ ہونا چاہیے کہ political settlement ہو۔ میں چاہوں گا کہ ہمارے پاس بڑے learned Senators ہیں۔ دنیا دو قسم کی political settlement دیکھ رہی ہے، ایک settlement ہے جسے آپ two nation theory کہتے ہیں۔ یہ demand بہت سے عرب ممالک کی بھی ہے، ایران اس کے against ہے لیکن عرب ممالک میں زیادہ تر majority یہ کہتی ہے کہ آپ فلسطین اور اسرائیل کی 1967 boundaries والی جگہ پر لے جائیں اور 1967 کے مطابق یروشلم کو فلسطین کا capital بنا دیں اور جو Jews settlements ہیں انہیں ختم کر دیں۔ This is a political settlement, that we need to absolutely support, but we need to debate it کیونکہ اس پر ایران کا موقف ہے کہ نہیں، اس کی position 1947 سے پہلے والی ہونی چاہیے۔ آخری اور finally میں کہوں گا کہ اتنا تو ضرور ہے کہ سینیٹ کی طرف سے جو resolution جائے گی اسے آپ ہر اسمبلی کو بھیجیں اور وہ total condemnation. ہے آپ UN Resolution بھی دیکھیں اس میں بھی انہوں نے condemnation نہیں کی، nobody can be given a licence to kill civilians. Nobody can be given a licence to bomb hospitals. Nobody can be given a licence not to give medicines and not to supply humanitarian aid to people میں یہ کہوں گا کہ condemnation بالکل ہونی چاہیے اور اس کے لیے پاکستان کی اقوام متحدہ میں جو delegation ہے انہوں نے جو resolutions میں amendments suggest کی ہیں میں انہیں support کرتا ہوں۔ شکریہ جناب۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی معزز سینیٹر نسیمہ احسان صاحبہ آپ نے کیا کہنا ہے کیونکہ ابھی پارلیمانی لیڈرز بول رہے ہیں۔ اس کے بعد آپ لوگوں کو دیتے ہیں۔ جلدی بتائیں براہ مہربانی۔

Senator Naseema Ehsan

سینیٹر نسیمہ احسان: بہت مہربانی، جناب چیئرمین! میں نے بلوچستان کے حوالے سے بولنا ہے۔ آپ نے کہا کہ پارلیمانی لیڈرز بولیں گے، ہمارے پارلیمانی لیڈر کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے، اسی لیے میں نے کہا اگر آپ مجھے موقع دیں گے تو میں بلوچستان کے حوالے سے کچھ بول پاؤں گی۔

جناب چیئرمین: آج غزہ کے بارے میں requisitioned session ہو رہا ہے۔

سینیٹر نسیمہ احسان: جناب وہی غزہ والی حالت بلوچستان کی ہے۔ اگر آپ دیکھیں تو بلوچستان میں بھی وہی کچھ ہو رہا ہے۔

جناب چیئرمین: میں آپ کو تھوڑی دیر کے بعد موقع دیتا ہوں۔

سینیٹر نسیمہ احسان: اگر آپ بلوچستان کے حوالے سے کچھ سننا پسند فرمائیں گے تو میں کچھ بولوں گی اگر نہیں پسند فرمائیں گے تو میں خاموش رہوں گی۔

جناب چیئرمین: بی بی میں آپ کو بولنے کا موقع دیتا ہوں۔

سینیٹر نسیمہ احسان: جناب یہ بھی غزہ اور فلسطین کی طرح کا معاملہ ہے، وہاں پر بھی مسلمانوں کو، بے گناہ شہریوں اور بچوں کو مارا جا رہا ہے۔ بلوچستان کا بھی یہی حال ہے۔ اگر آپ سننا پسند کریں گے تو میں بولوں گی۔

جناب چیئرمین: میں آپ کو ابھی موقع دیتا ہوں، آپ کا نمبر آ رہا ہے۔

سینیٹر نسیمہ احسان: جناب میں صرف دو منٹ لوں گی۔

جناب چیئرمین: جی بتائیں۔

سینیٹر نسیمہ احسان: جناب چیئرمین! آپ نے مجھے جذباتی کر دیا ہے اور میرے ذہن میں جو تھا وہ سارا ختم ہو چکا ہے لیکن جناب میں یہی کہوں گی کہ ہماری جماعت بی۔این۔پی۔ مینگل جو آج شاہراہ دستور جہاں پر پارلیمنٹ واقع ہے، جہاں پر سپریم کورٹ واقع ہے، جہاں پر قومی محتسب واقع ہے وہ یہاں پر احتجاج کر رہی ہے۔ بلوچستان میں جو ظلم، زیادتی، جبر، بربریت، لاقانونیت ہو رہی ہے، لوگوں کی غیر قانونی گمشدگی کے خلاف ہم احتجاج کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین! پچھلی دو حکومتوں نے ہماری پارٹی کے ساتھ وعدہ کیا کہ ہم گمشدہ لوگوں کو بازیاب کرائیں گے لیکن وہ وعدے وعید نہیں ہو سکے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ دہشت گردوں کو سزا نہ

دی جائے یا انہیں چھوٹ دی جائے، جو مجرم ہیں انہیں قانون کے تحت سزا دی جائے لیکن جناب لواحقین کو یہ بھی پتا چلے کہ ان کے بیٹے، بھائی اور ان کے بچوں نے کیا جرم کیا ہے اور ان لوگوں کو جو گمشدہ ہیں انہیں کہاں رکھا گیا ہے۔ ویسے بھی جناب پاکستان میں قانون ہے، اگر کسی نے کوئی جرم کیا ہے تو اسے تھانے میں رکھیں یا کہیں بھی رکھیں لیکن انہیں حراست میں رکھنے کا قانون میں ایک وقت مقرر ہوتا ہے، سزا کا بھی ایک وقت مقرر ہوتا ہے۔ ان کو، ان کے ماں باپ کو، ان کے بھائی بہنوں کو یا ان کے بیوی بچوں کو بھی نہیں پتا کہ انہوں نے کیا جرم کیا ہے اور انہیں کیا سزا ہوئی ہے، انہیں کہاں رکھا گیا ہے، یہ زندہ بھی ہیں یا مر چکے ہیں۔ اگر کسی کا کوئی رشتہ دار مر جاتا ہے تو انہیں منوں مٹی تلے دفن کرتے ہیں، ان کے لیے دعائے مغفرت کی جاتی ہے۔ رو دھو کر لواحقین کو صبر اور قرار آ جاتا ہے لیکن جن کے بچے گمشدہ ہیں انہیں کیسے صبر اور قرار آئے گا۔ انہیں معلوم نہیں کہ وہ زندہ ہیں یا مر چکے ہیں۔ ان کے لیے وہ کیا دعا کریں، کیا ان کی مغفرت کی دعا کریں یا ان کی زندگی کے لیے دعا کریں۔

جناب چیئرمین! میں آخر میں یہ کہنا چاہوں گی کہ ہماری جماعت بی۔این۔پی۔ مینگل کو الیکشن سے دور کرنے کے لیے یہ تمام سازشیں رچائی جا رہی ہیں اور ہم اس غیر جمہوری، غیر سیاسی اور غیر آئینی اقدام کی مذمت کرتے ہیں۔ ہم صرف وہی چاہتے ہیں جو پاکستان کا آئین ہر پاکستانی کو گارنٹی دیتا ہے اور اس سے بڑھ کر ہمیں کچھ نہیں چاہیے۔ اگر احتجاج کرنا آئین میں جرم ہے تو ہمیں بتایا جائے تاکہ ہم جرم سے رک جائیں۔ ہمیں یہی بتایا گیا ہے کہ آئین ہی وہ دستاویز ہے جو چاروں صوبوں کو یکجا کرتا ہے، تمام ادارے آئین کے تابع ہیں۔ سپریم کورٹ اور تمام اداروں کو آئین کے تحت کام کرنا چاہیے۔

جناب چیئرمین! ویسے تو میرے ذہن میں بہت کچھ تھا لیکن پہلے میں جذباتی ہو گئی اور میرے ذہن سے تمام باتیں نکل چکی ہیں لیکن جو بلوچستان میں اقدامات ہو رہے ہیں ہم اس کی مذمت کرتے ہیں۔ فلسطین پر بولنا ہمارا حق ہے کیونکہ مسجد اقصیٰ ہمارا قبلہ اول ہے لیکن جہاں پر ہم رہ رہے ہیں ان بچوں کے لیے ہم نہیں بول سکتے۔ میں شکریہ ادا کرنا چاہوں گی جناب رضا ربانی صاحب کا جن کے دل میں بلوچستان اور بلوچستان میں بسنے والوں کے لیے درد ہے اور انہوں نے یہاں پر بولا۔

ہمارے باقی تمام ممبران نے بلوچستان کے لیے آواز نہیں اٹھائی، جناب چیئر مین! آپ کا بہت شکریہ مجھے بولنے کا موقع دینے کے لیے۔

جناب چیئر مین: منسٹر صاحب آپ نے جواب تو دے دیا تھا پھر اگر کچھ کہنا ہے تو جی منسٹر صاحب۔

Senator Sarfraz Ahmed Bugti, Minister for Interior

سینیٹر سرفراز احمد بگٹی: Missing persons پر بار بار بات ہوتی ہے فلسطین اور بلوچستان کا comparison کرنا oranges and apples کا comparison ہے یہ record میں لکھا جا رہا ہے، Upper House ہے یہ مناسب نہیں ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ ان کے comparisons کو دیکھ لیں۔ دوسری بات جناب! ہم بار بار یہ کہہ رہے ہیں کہ آئیں objective debate کر لیں ان بچوں کی کیا حالت ہے جن کو اس بات پر یتیم کیا گیا کہ وہ کسی ethnic group سے ہیں۔ Professor Nazima Talib کو 9th April, 2009 کو بے دردی کے ساتھ کوئٹہ کی سڑکوں پر شہید کیا گیا جو 30 years تک تدریس کا کام کرتی رہیں، کیا ان کے لیے کسی جماعت نے آج تک آواز اٹھائی ہے جس طرح ان لوگوں کے لیے جو self-disappear ہو کر camps میں جا کر security forces کے ساتھ لڑتے ہوئے مارے جاتے ہیں اور پھر ان کے لیے اتنی آہ و بکا کی جاتی ہے۔ گزارش یہ ہے کہ واقعی ایک مسئلہ ہے لیکن اس کا solution یہ نہیں ہے کہ ہم اس کو propaganda tool کا حصہ بنائیں اور Political slogans کا حصہ بنائیں اور election campaign کا حصہ بنائیں۔ اگر واقعی بلوچ کا درد ہے جو سردی میں ٹھٹھرتا ہے، گرمی میں جھلستا ہے تو حکومت کا حصہ ہوتے ہوئے اس کے بارے میں بات کرنی چاہیے، حکومت کا حصہ ہوتے ہوئے missing persons کے بارے میں بات کرنی چاہیے تھی۔ ان کا right ہے protest کریں، جہاں بیٹھنا چاہیں ہم ان کو facilitate کریں گے۔ یہ بات ضرور ہے جب Red Zone میں کسی اور کو اجازت نہیں ہے لیکن اس کے باوجود کیونکہ ہمارے Parliamentarians دوست ہیں، بلوچستان سے آئے ہیں ہم ان کے ساتھ negotiate کرنے کے لیے تیار ہیں میں نے صبح بھی کہا اور ابھی بھی کہہ رہا ہوں

لیکن خدارااس کو propaganda tool بنا کر election campaign کے لیے استعمال نہ کریں۔

Mr. Chairman: Senator Molana Abdul Ghafoor Haideri.

Senator Molana Abdul Ghafoor Haideri

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: (عربی)۔۔۔ جناب چیئر مین! میرے سے قبل قائد ایوان، قائد حزب اختلاف اور Senior Parliamentarians نے بات کی۔ میں ان سے ہٹ کر کچھ ایسی باتیں کرنا چاہوں گا کہ جو اقوام متحدہ، OIC, Arab League. یہ ساری حقوق کی تنظیمیں ہیں ان کو تھوڑا سا جھنجھوڑنا چاہتا ہوں یا شرمسار کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئر مین! 1947 میں پاکستان بنا اور 1948 میں دس لاکھ فلسطینی مسلمانوں کو فلسطین سے بے دخل کرکے یہودیوں کو وہاں بسایا گیا اور اس وقت بھی عالمی طاقتیں اور خاص طور پر برطانیہ یہودیوں کی پشت پناہی کرتا تھا اور فلسطینیوں کی زمین پر قبضہ کرکے، فلسطینیوں کو بے دخل کرکے، یہودیوں کو بسایا گیا۔ یہودی چونکہ توسیع پسندانہ عزائم رکھتے تھے تو انہوں نے فلسطینیوں کی زمین پر مزید قبضہ کرنا شروع کیا، 1966 میں دوبارہ جنگ ہوئی اور مسلمان پھر شکست کھا گئے۔ دوسری جنگ 1973 میں ہوئی یاسر عرفات بھی اس وقت زندہ تھے اور وہ قیادت بھی کر رہے تھے اس جنگ میں بھی مسلمانوں کو شکست ہوئی، بہت سارے فلسطین، مصر اور لبنان کے علاقوں پر اسرائیل نے قبضہ کر لیا اور پھر 1980 کی دہائی میں تیسری جنگ ہوئی اور اس جنگ کا بھی یہی انجام ہوا کیونکہ مسلمان خواب غفلت میں رہ کر اور کہیں بھی انہوں نے جرات کا مظاہرہ نہیں کیا۔ America, England, European Countries سب کے سب اسرائیل کے ساتھ کھڑے ہوئے تھے اور وہاں بھی فلسطینیوں کو شکست ہوئی۔ 2000 میں دوبارہ ایک جنگ ہوئی اور فلسطینی بچارے مرتے رہے، کٹتے رہے، مسلم دنیا تماشائی بنی رہی۔

جناب چیئر مین! یہ جو جنگیں ہوئی ہیں ان پر قراردادیں منظور ہوئی ہیں، اقوام متحدہ نے قراردادیں منظور کی ہیں، فلسطینیوں کو بھی جینے کا حق دیا جائے لیکن کسی ایک قرارداد پر بھی میرے خیال سے آج تک عمل درآمد نہیں ہو سکا۔ اب بات یہ ہے کہ Hamas or Palestine جو مذاہمتی جنگ لڑ رہے ہیں انہیں دہشت گرد بھی کہا جا رہا ہے، انہیں بہت کچھ کہا جا رہا ہے کہ وہ زیادتی

کر رہے ہیں۔ میں اقوام متحدہ کا آئین اور اس کا دستور آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں، اقوام متحدہ کا آئین کہتا ہے کہ کوئی شخص، کوئی قوم، کوئی ملک بلاجواز کسی فرد پر، کسی قوم پر، کسی ملک پر حملہ کرتا ہے تو اس فرد کو، اس قوم کو، اس ریاست کو دفاع کا حق پہنچتا ہے۔

عراق پر الزام لگا کہ وہ جوہری اسلحہ بنا رہا ہے، اقوام متحدہ نے ایک وفد بنایا اور عراق بھیجا، عراق کو چھان مارا انہوں نے ان کو کہیں بھی جوہری اسلحہ بنانے کا مواد نہیں ملا۔ جب یہ وفد واپس آیا اور انہوں نے report پیش کی تو اقوام متحدہ نے یہ فیصلہ دیا کہ اب عراق پر حملہ بلاجواز ہوگا اور جرمنی نے بھی کہا کہ ایسی صورت میں عراق پر حملہ بلاجواز ہے لیکن اس کے باوجود امریکہ یا اس کے جو اتحادی تھے طاقت کے بل بوتے پر عراق کی حکومت کو تباہ و برباد کر دیا، ریاست کو برباد کر دیا ان کے تیل کے کنوں پر قبضہ کر لیا۔ اب وہاں ایک مذاہمتی جنگ شروع ہوئی تو ان کو دہشت گرد کہا گیا، جب کہ اقوام متحدہ نے فیصلہ صادر کیا کہ ایسی صورت میں عراق پر حملہ ناجائز ہے۔ اس کے باوجود امریکہ نے حملہ کیا اور جو مدافعت کر رہے تھے اپنے ملک کو بچانے کے لیے ان کو دہشت گرد کہا گیا۔

افغانستان کے ساتھ بھی یہی سب کچھ ہوا NATO 48 Countries کے ساتھ افغانستان میں داخل ہوا اور 20 years تک مسلسل افغانیوں کا قتل عام کیا لیکن افغانیوں نے مذاہمت نہیں چھوڑی، دفاعی جنگ نہیں چھوڑی، دفاعی جہاد نہیں چھوڑا۔ اللہ کے فضل و کرم سے امریکہ اور اس کے اتحادیوں کو شکست سے دو چار کیا اور اس سے پہلے Soviet Union آیا تھا وہ آپ کو پتہ ہے۔ عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ کیا یہ عالمی ادارے صرف بڑی طاقتوں کے مفادات کے تحفظ کے لیے بنائے گئے ہیں یا امریکہ کے مفادات کے تحفظ کے لیے بنائے گئے ہیں؟ جب سے یہ ادارے بنے ہیں اب تک جو حقیقت حال سامنے آئی ہے تو وہ امریکہ اور بڑی طاقتوں کی لونڈی کا کردار ادا کر رہے ہیں۔ جب بھی کسی کمزور ملک کا مسئلہ ہوتا ہے تو کبھی امریکہ VETO کرتا ہے، کبھی کوئی اور Super Power VETO کرتی ہے۔ Security Council میں جب بھی ایسے مسائل آتے ہیں چار ایک طرف اور ایک VETO کرتا ہے اور پھر بات ہی ختم ہو جاتی ہے۔ اس میں ایسا نہیں کہ سادہ اکثریت سے ہو بلکہ ایک ممبر بھی اگر VETO کر دے تو فیصلہ نہیں ہو پاتا۔

کشمیر کے حوالے سے بھی یہی قراردادیں منظور ہوئیں، کشمیر کے حوالے سے پاکستان نے بڑی کوشش کی۔ کہ ان قراردادوں پر عمل ہو لیکن آج تک ان قراردادوں پر عمل نہیں ہو سکا۔

جناب چیئرمین! میں اس حوالے سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ حال ہی میں اقوام متحدہ میں جو قرارداد پیش اور پاس ہوئی ہے جس کے حق میں 120 ممالک نے ووٹ دیا اور مخالفت میں صرف 14 ووٹ آئے جبکہ امریکہ اور کینیڈا سمیت 45 ممالک نے غیر جانبدار رہنے کا فیصلہ کیا۔ جناب چیئرمین! اب ایسی قراردادوں کی کیا اہمیت ہے؟ ان کی کیا حیثیت ہے۔ بڑے ممالک اپنے مفادات کے حوالے سے تمام ممالک پر دباؤ ڈال کر قراردادیں پاس بھی کرواتے ہیں اور ان پر عمل درآمد بھی کرواتے ہیں لیکن فلسطینی مسلمان جو اپنے دفاع کی جنگ لڑ رہے ہیں اور قابض اسرائیل کے خلاف مال، جان، عزت وآبرو کی قربانی دے رہے ہیں۔ ابھی بھی ہزاروں لوگ شہید ہو چکے ہیں۔ بچے یتیم ہو رہے ہیں۔ بوڑھوں اور خواتین کو قتل کیا جا رہا ہے۔ اقوام متحدہ کی قراردادیں کہاں گئیں؟ اس کے کردار کا کیا بنا؟ OIC کہاں کھڑی ہے؟۔ اسلامی دنیا کہاں کھڑی ہے اور ان کی غیرت کب جاگے گی؟ فلسطین کی مائیں چیخ چیخ کر پکار رہی ہیں کہ ہے کوئی صلاح الدین؟ ہے کوئی محمود غزنوی اور محمد بن قاسم جو ہمیں ان مظالم سے بچائے لیکن کسی کا ضمیر بیدار نہیں ہو رہا بلکہ میں مسلم دنیا کے بارے میں سمجھتا ہوں کہ سوائے اس کے کہ جنگ بندی ہونی چاہیے، ان کا ضمیر مردہ ہو چکا ہے۔ ان میں یہ ہمت اور جرأت نہیں ہے کہ قبلہ اول کے محافظین کے ساتھ کھڑے ہو جائیں اور صرف یہ کہہ دیں کہ ہم اپنے بھائیوں کے ساتھ ہیں۔

جناب چیئرمین! ایران کی بات کی جاتی ہے۔ ترکی اور پاکستان کی بات کی جاتی ہے۔ انہوں نے کون سا عملی اقدام کیا ہے؟ صرف زبانی جمع خرچ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے فلسطینیوں کا مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ جب تک کہ ایک موثر کردار سامنے نہیں آئے گا۔ مسلم دنیا کے پاس سب کچھ ہے۔ اگر وہ صرف تیل اور گیس بند کر دیں اور تعلقات ان سے منقطع کریں، یہ تعلقات وقتی طور پر منقطع کریں اور قبلہ اول کی آزادی کے لیے کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان میں جرأت نہیں ہے کہ یہ کوئی ایسا کام کر سکیں۔

جناب چیئرمین! یہ جنگ جو حماس اور فلسطینیوں نے شروع کی ہے میں ان کو سیلوٹ پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے بغیر وسائل اور اپنے سے بڑی طاقت ہونے کے یہ جنگ شروع کی۔ اب ظاہر ہے کہ وہ آخر کیا کرتے۔ 75 سالوں سے وہ مسلسل ماریں کھا رہے ہیں۔ ان کے بچے مسلسل یتیم ہو رہے ہیں۔ خواتین کی بے حرمتی اور عصمت دری ہو رہی ہے۔ بوڑھے قتل ہو رہے ہیں۔ آخر وہ کیا کرتے؟

مجبوراً انہوں نے اسرائیل سے جنگ شروع کی۔ اسرائیل کو سپر طاقتوں کی پشت پناہی حاصل ہے۔ امریکہ اور مغرب کی پشت پناہی ان کو حاصل ہے۔ تمام ممالک کی صرف پست پناہی حاصل نہیں ہے، جیساکہ علی ظفر صاحب نے فرمایا کہ مغربی ممالک ان کو مالی supportاور اسلحہ دے رہے ہیں۔ ہر قسم کا اسلحہ دے رہے ہیں۔ وہاں پر کارپٹ بمباری ہو رہی ہے۔ آخر فلسطینیوں کا جرم کیا ہے؟ اپنے زمین پر بیٹھے ہوئے ہیں اور ان کو مارا جا رہا ہے۔ ان کا قتل عام کیا جا رہا ہے۔ ان کی زمین کو چھین کر اس پر قبضہ کرکے ان کو مارا جا رہا ہے۔ کب عالم انسانیت کا ضمیر بیدار ہو گا؟ کب فلسطینیوں کو انصاف ملے گا؟

جناب چیئرمین! اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان ایک بڑی قوت ہے اور اگر پاکستان اس میں کمربستہ ہو کر سفارت کاری کرے اور مسلم دنیا کو تھوڑا سا جھنجھوڑ کر ان کو غیرت دلائے، امریکہ اور اقوام متحدہ پر دباؤ ڈالے کہ پہلے مرحلے پر جنگ بندی کریں اور اس کے بعد جب تک فلسطینی ریاست قائم نہیں ہو گی، یروشلم فلسطین کا دارالخلافہ نہیں ہو گا، بیت المقدس آزاد نہیں ہو گا، یہ جنگیں چلتی رہیں گی۔ اسرائیل بھی یاد رکھے کہ یہ جنگ ختم ہونے والی نہیں ہے۔ اگر وہ اس طرح اس قوت اور دباؤ کے ساتھ فلسطینیوں کا قتل عام کرنا چاہے گا تو یہ ممکن نہیں ہے۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان صرف بیان بازی پر اکتفا نہ کرے بلکہ میدان میں کودے۔ اسی طرح ایران، عراق، ترکی، سعودی عرب، ملائشیاء، انڈونیشیا اور باقی بڑی مسلم دنیا ہے۔ ایک بہت بڑی مسلم قوت ہے۔ OICاور عرب لیگ سب مل کر اور یکسو ہو کر تماشا بننے کی بجائے کوئی کردار ادا کریں۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ سینیٹر مشتاق احمد صاحب۔

Senator Mushtaq Ahmed

سینیٹر مشتاق احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب چیئرمین! منسٹر صاحب اگر یہاں پر آجائیں تو بہتر ہو گا۔

جناب چیئرمین: منسٹر صاحب ابھی گئے ہیں اور واپس آ رہے ہیں۔

سینیٹر مشتاق احمد: جناب چیئرمین! میں سب سے پہلے تو روانڈا کی سینیٹ کے صدر اور ان کے پورے وفد کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ یہ ہمارے لیے اعزاز ہے اور ہم ان کی آمد پر خوش ہیں اور ان کو welcome کرتے ہیں۔ جناب چیئرمین! سب سے پہلے تو میں یہ کہوں گا کہ آپ کی قیادت میں

سینیٹ آف پاکستان کا ایک جلوس تمام سینیٹرز کے ساتھ جائے اور فلسطینی سفارت خانے کے ساتھ اظہار یک جہتی کرے اور اس کے ساتھ ساتھ وہی جلوس آپ کی قیادت میں امریکی سفارت خانے پر جائے اور جو قتل عام کا لائسنس اسرائیل کو امریکہ نے دیا ہے تو امریکہ کی مذمت کریں اور ان کے خلاف اپنا احتجاج وہاں پر ریکارڈ کرائیں۔

جناب چیئرمین! 7 اکتوبر کو غزہ میں جو واقعات ہوئے وہ انسانی تاریخ کا ایک بدترین محاصرہ ہے اور شدید ترین انسانی المیہ ہے۔ بری، بحری اور فضائی تین اطراف سے اس وقت غزہ پر کارپٹ بمباری ہو رہی ہے۔ امریکہ، برطانیہ، جرمنی، فرانس اور یورپی یونین مکمل طور پر سفارتی اور مالی سپورٹ بھی دے رہے ہیں اور اسلحے کی سپلائی بھی اسرائیل کو کر رہے ہیں۔ یہ ایک genocide ہے، massacre ہے، ایک carnage ہے اور نسلی صفائی ہے جو یورپی یونین اور امریکہ کی سرپرستی میں اسرائیل نے غزہ میں جاری کیا ہے۔ یہ جو white phosphorous کی بات ہو گئی ہے۔ White phosphorous سے 800 temperature Degree centigrade تک پہنچ جاتا ہے۔ اسرائیل white phosphorous کے بم استعمال کر رہا ہے۔ یہ ایک war crime ہے جس کا اسرائیل ارتکاب کر رہا ہے۔ مساجد، گرجہ گھر، ہسپتال اور سکولوں پر بلادریغ بمباری کر رہے ہیں۔ Crime against humanity کا اسرائیل مرتکب ہو رہا ہے۔ آج کی تاریخ تک 9000 لوگ غزہ میں شہید ہوئے ہیں۔ 120 افراد مغربی کنارے میں شہید ہو چکے ہیں۔ 20 ہزار افراد غزہ میں زخمی ہوئے ہیں اور 2 ہزار افراد مغربی کنارے میں زخمی ہوئے ہیں۔ 50% گھر تباہ ہو چکے ہیں اور 12 لاکھ فلسطینی غزہ کی پٹی میں displace ہو چکے ہیں۔ ایک بدترین قسم کی انسانی حقوق کی خلاف ورزی اور انسانیت کے خلاف جرائم ہو رہے ہیں۔

جناب چیئرمین! فلسطین کا مسئلہ 7 اکتوبر سے نہیں ہے۔ یہ مسئلہ 1967 سے بھی نہیں ہے۔ میں بڑے ادب سے کہتا ہوں۔ آرمی چیف کے ساتھ فلسطینی سفیر نے ملاقات کی۔ اس کے بعد ہماری حکومت نے جو statement جاری کی کہ 1967 سے قبل کے جو سرحدات ہیں۔ میں اس کو درست نہیں سمجھتا۔ یہ قائد اعظم اور پاکستان کی پالیسی نہیں ہے۔ اس کی کہیں بھی پارلیمنٹ سے منظوری نہیں لی گئی۔ جناب چیئرمین! یہ جو فلسطین کا مسئلہ ہے یہ 1967 یا 1948 کا مسئلہ نہیں ہے،

یہ 1917کا مسئلہ ہے۔ یہ Balfour Declaration ہے۔ میں اس کے دو جملے آپ کو سناتا ہوں۔ His majesty Government viewed with favour the establishment in Palestine of a national home for the Jewish people. یہ دیکھیں یہ ایک ملک ہے۔ اس کے باشندے ہیں اور برطانیہ کہتا ہے کہ ہم اس ملک سے ان باشندوں کو نکال کر اس کو Jewish national state بنائیں گے۔ یہ 1917 کا ہے۔ ایک سو سال ہو گئے ہیں فلسطینیوں کی مظلومیت کے۔ جناب چیئرمین! یہ وہاں سے آیا ہے۔ اسی لیے قائداعظم نے جب اسرائیل کا قیام ہو رہا تھا تو انہوں نے اسرائیل کو مغرب کی ناجائز اولاد قرار دیا تھا اور قائداعظم نے جو خط Truman کو لکھا تھا اس کے میں آپ کو دو جملے سناتا ہوں اور اس سے پاکستان کی پالیسی کا تعین ہوتا ہے۔ کوئی two state ہمیں منظور نہیں ہے۔ فلسطینیوں کی سرزمین پر کسی اسرائیلی ریاست کا قیام ہمیں منظور ہے اور نہ ہی بابائے قوم کو منظور تھا۔ انہوں نے Truman کو لکھا تھا؛

> "At this hour when Muslim World has received a terrible shock owing to the most unfortunate decision of the United Nations Organization to enforce partition of Palestine, I would like to address to you, Mr. President, this personal appeal.
>
> 2. The decision is ultra vires of the United Nations Charter and basically wrong and invalid in law."

قائداعظم نے two state theory کو wrong قرار دیا تھا، unlawful قرار دیا تھا، اس لیے فلسطین فلسطینیوں کا ہے اور سارے کا سارا ان کا ہے اور کسی کا بھی فلسطین سرزمین پر کوئی حق نہیں ہے۔ پاکستان کی کسی پارلیمان نے دو ریاستی حل کی طرف کوئی فارمولا نہیں دیا ہے، کوئی فیصلہ نہیں دیا ہے۔ اس لیے فلسطین کی سرزمین پر illegal occupation کسی صورت قابل قبول نہیں ہے۔

جناب چیئرمین! میں اس موقع پر حماس کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور جو حماس کے ترجمان ہیں، ابو عبیدہ، میں ان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں، میں حماس کو سلام پیش کرتا ہوں، میں

غزہ کے لوگوں کو سلام پیش کرتا ہوں۔ جناب چیئرمین! حماس نے اور غزہ کے لوگوں نے تین کام کیے ہیں۔ نمبر ایک کہ اسرائیل ناقابل شکست ہے، اس کو ہوا میں اڑا دیا۔ نمبر دو یہ کہ جو عالم اسلام کے حکمران اسرائیل کو تسلیم کر رہے تھے فلسطین کو نظرانداز کرکے اور جس کے بارے میں نیتن یاہو نے کہا تھا کہ اسرائیل کو تسلیم کرنے کے لیے مسلمان ممالک کی لمبی قطار لگی تھی لیکن انہوں نے اس منصوبے کو ملیامیٹ کر دیا۔ نمبر تین یہ کہ امت کو امید اور قوت دی کہ اپنی آزادی کے لیے، حریت کے لیے، زمین کے لیے استعمار اور استعمار کی ناجائز اولاد کے خلاف جدوجہد کی جائے۔ لہٰذا میں ابو عبیدہ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ جناب چیئرمین! کوئی میڈل اس کے سینے پر نہیں ہے۔ اس نے کسی فوجی یا عسکری ادارے سے تربیت نہیں لی ہے لیکن وہ جرنیل جن کے سینوں پر میڈلز ہیں اور جو عسکری اداروں سے فارغ ہوتے ہیں وہ اس کے پاؤں کی خاک کے برابر بھی نہیں ہیں۔ جناب چیئرمین! انہوں نے جو اپنی آزادی اور اپنے وطن کی آزادی کے لیے کیا وہ ملٹری اکیڈمی میں پڑھایا جائے گا۔ پھر آپ دیکھیں کہ انہوں نے کس طرح جنگی قیدیوں کے ساتھ سلوک کیا؟ انہوں نے بین الاقوامی قوانین کے مطابق اور اسلامی قوانین کے مطابق کیا کہ خود اسرائیل کے جنگی قیدی حماس اور ابو عبیدہ کے بہترین سلوک کی گواہی وہ اسرائیل کے اندر دے رہے ہیں۔ لہٰذا میں ابو عبیدہ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے بدر کی یاد، احد کی یاد، خندق کی یاد تازہ کی، انہوں نے صحابہ کرام کی یاد تازہ کی، انہوں نے صلاح الدین ایوبی کی یاد تازہ کی۔ وہ امت کے ہیروز ہیں اور انہوں نے امت کو کامیابی کا راستہ دکھایا۔

جناب چیئرمین! میں الجزیرہ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ ان کے ایک ساتھی Dahdouh جن کا بیٹا، بیٹی، اہلیہ اور پوتا پورے خاندان کو قتل کر دیا گیا لیکن وہ اب بھی اسرائیل کے war crimes کو آشکار کر رہا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ پاکستان کا تمام میڈیا خراج تحسین کا مستحق ہے کہ وہ اسرائیلی جارحیت کو دکھا رہا ہے لیکن بالخصوص جیو نیوز نے اپنے رپورٹرز لبنان کی سرحد پر بھیجے جو وہاں سے reporting کر رہے ہیں اور اسرائیل کی دہشت گردی اور غزہ اور فلسطینیوں کی مظلومیت دکھا رہے ہیں۔ لہٰذا میں میڈیا کو بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ میں غزہ کے ڈاکٹرز کو غزہ کے paramedics کو اور غزہ کے nursing staff کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ جناب چیئرمین! میں یہ بھی عرض کروں گا کہ یہ اخلاقی، سیاسی اور سفارتی حمایت بہت ہو

گئی اب عالم اسلام کو چاہیے کہ وہ عسکری اور عملی مداخلت کرے۔ اسمٰعیل ہانیہ نے یہ کہا ہے کہ کیا عالم اسلام آخری فلسطینی بچے کے قتل کا انتظار کر رہا ہے؟ جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ اگر آپ عسکری مداخلت نہیں کر سکتے تو جیسا کہ اسمٰعیل ہانیہ نے کہا ہے ان کو دس فیصد اسلحہ دے دیں ہم آئندہ جمعہ آپ کو مسجد اقصیٰ میں پڑھوائیں گے، تو یہی کر لیں۔

عالم اسلام کیا کر رہا ہے؟ United Nations has become the hostage of the Western Block. OIC تو انجمن غلامان امریکا بن گیا ہے اور وہ خاموش تماشائی بن کر فلسطینیوں کے قتل عام کا تماشہ دیکھ رہا ہے۔ اگر ہم عسکری مداخلت نہیں کر سکتے تو آپ اسلحے کی سپلائی کر دیں، ورنہ کم از کم تیل کی سپلائی تو بند کر سکتے ہیں، وہ تو کر دیں۔

جناب چیئرمین! میں آخری بات کروں گا اور اس کے بعد میں اپنی کچھ تجاویز دے کر بات ختم کر دوں گا۔ دیکھیں غزہ آپ کا آخری مورچہ ہے۔ اللہ نہ کرے اگر غزہ کا سقوط ہو گیا تو اس کے بعد مسجد اقصیٰ کا انہدام ہوگا۔ اس کے بعد حرمین شریفین پر اسرائیل کا قبضہ ہوگا۔ انہوں نے جو greater Israel کا نقشہ اپنی پارلیمان پر لگایا ہے اس میں انہوں نے واضح طور پر اعلان کیا ہے۔۔۔

جناب چیئرمین: ان شاء اللہ ایسا نہیں ہوگا۔

سینیٹر مشتاق احمد: اللہ نہ کرے اگر غزہ کا سقوط ہو گیا تو امت مسلمہ کے حکمرانوں اور جرنیلوں کو امت کبھی بھی معاف نہیں کرے گی۔ اس لیے جناب چیئرمین! میں یہ تجاویز دیتا ہوں کہ ان پر پاکستان مدعی بنے اور OIC کے platform سے OIC کو مدعی بنائیں۔ نمبر دو، ناکہ بندی ختم کریں اور غزہ پر حملے ختم کریں اور اگر ایسا نہیں کر سکتے تو پھر تیل بند کریں اور عملاً مل کر عسکری مداخلت کریں۔ وہ جو 45 ممالک کی فوج ہے جس کی قیادت جنرل راحیل شریف کے پاس ہے، وہ کہاں ہے؟ یہ جو 60 مسلم ممالک کی 80 لاکھ فوج ہے، یہ کہاں ہے؟ ہمیں تو یہ کہیں نظر نہیں آ رہی ہے۔ صرف چند حریت پسند ہیں جو دنیا کی ایک بڑی دہشت گرد ریاست کے خلاف کھڑے ہیں اور لڑ رہے ہیں۔

تیسری بات یہ ہے کہ humanitarian assistance corridor ہے جو سحرائے سینا سے ہے، اس کو Rafah crossing کے ذریعے قائم کیا جائے تاکہ وہاں پر خوراک، ادویات اور دیگر ضروری اشیاء پہنچائی جا سکیں۔ چوتھی بات یہ ہے کہ آزادی فلسطین کے لیے ایک فنڈ

قائم کیا جائے۔ سب سے پہلے یہ فنڈ قائد اعظم اور آل انڈیا مسلم لیگ نے قائم کیا تھا۔ للذا یہ فنڈ قائم کیا جائے۔ نمبر چار یہ ہے کہ غزہ اور فلسطین protection force کا قیام امت مسلمہ collectively کرلے۔ نمبر پانچ یہ ہے کہ عالم اسلام ان ممالک کا بھی سفارتی اور تجارتی بائیکاٹ کرے جو اسرائیل کو support کر رہے ہیں، جو سفارتی support دے رہے ہیں۔ اقوام متحدہ میں جنگ بندی کی قراردادوں کو ویٹو کر رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ مصنوعات کا بھی بائیکاٹ کریں۔ پاکستان کو بھی چاہیے کہ وہ ان کی مصنوعات کا بائیکاٹ کرے اور سفارتی بائیکاٹ کرے۔ پاکستان OIC میں سفارتی، سیاسی اور مصنوعات کی بائیکاٹ کے لیے مدعی بنے۔ چھٹی بات یہ ہے کہ International Criminal Court میں اسرائیل کے جو crimes against humanity ہیں ان پر پاکستان مدعی بنے اور متفقہ طور پر OIC کے platform سے اسرائیل کے خلاف International Criminal Court میں جائے اور OIC کو چاہیے کہ وہ اپنی ایک فوجداری عدالت قائم کرے اور پھر اسرائیل کے جنگی جرائم کی وہاں پر سماعت کرے۔

جناب چیئرمین! مجھے یقین ہے ان شاء اللہ فتح حق کی ہوگی، فتح آزادی کی ہوگی اور فتح حریت کی ہوگی۔ یہ جو فلسطین کا جھنڈا ہے یہ ان شاء اللہ لہرایا جائے گا۔ اسرائیل کا اور قابض قوتوں کا کوئی مستقبل نہیں ہے and from river to the sea Palestine will be free ان شاء اللہ اور پورے کا پورا فلسطین آزاد ہوگا اور یہ قربانیاں رنگ لائیں گی۔ یہ جو ریاستی دہشت گردی ہے، یہ جو crime against humanity ہے، ان کا ان شاء اللہ خاتمہ ہوگا۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ سینیٹر منظور احمد۔

Senator Manzoor Ahmed Kakar

سینیٹر منظور احمد کاکڑ: شکریہ جناب چیئرمین۔ سب سے پہلے تو میں روانڈا کی سینیٹ کے صدر اور ان کے ساتھیوں کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ یہ لوگ یہاں پر بیٹھے ہوئے اتنی دیر سے اجلاس کو دیکھ رہے ہیں۔ ان کا یہاں پر بیٹھنا اور ہمیں سننا پاکستان دوستی کا ثبوت ہے۔

جناب چیئرمین! یہاں پر میرے بڑوں نے بہت تفصیل سے بات کی ہے، تاریخ کے حوالے سے، فلسطین کے حوالے سے، اقوام متحدہ کے حوالے سے اور OIC کے حوالے سے۔ میں سیاست کا ایک چھوٹا سا کارکن ہوں۔ جناب چیئرمین! آج دنیا اور خاص طور پر جو مسلم ممالک ہیں، ان کا

ایک المیہ ہے۔ وہ اس چیز کو جب بھی کوئی ایسا ایک بڑا حادثہ آتا ہے جیسا کہ آج کل فلسطین کے حوالے سے ہے، فلسطین میں جو بربریت ہے، جو دہشت گردی ہے، پھر ہم جاگ جاتے ہیں۔ پھر ہمیں خیال آجاتا ہے اور پھر ہم اس پر debate کر لیتے ہیں۔

جناب چیئرمین! فلسطین کا مسئلہ جیسا کہ دوستوں نے بیان کیا سالہاسال سے چل رہا ہے۔ اس سے پہلے بھی ہمیشہ فلسطین کے اوپر یہی بربریت ہوتی رہی، وہاں پر بچوں کا شہید ہونا، خواتین اور بزرگوں کا قتل کیا جانا، یہ تمام چیزیں چل رہی تھیں۔ اب یہاں پر اقوام متحدہ ہے، human rights ہیں، OIC ہے، جنرل اسمبلی ہیں، قراردادیں ہیں، یہ محض ایک ایسی چیز بنی ہوئی ہے کہ جہاں پر جو چیز جاتی ہے، اگر ان کے حق میں ہو تو اس پر جلدی کام ہو جاتا ہے۔ اب اگر ہم یہاں پر دیکھ لیں، جتنے مسلم ممالک ہیں، اس بربریت کا شکار ہیں۔ آپ یورپ میں دکھائیں کہیں پر ایسی کوئی چیز ہمارے سامنے ہے۔ اس سے پہلے شام، مصر، لبنان، عراق اور دوسرے ممالک سب ہمارے سامنے ہیں۔ اس لیے اگر میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ آج کچھ ہو جائے گا، کل کچھ ہو جائے گا، کوئی ابابیل آئیں گے یا کوئی معجزہ ہوگا تو میں اس غلط فہمی میں ہوں، ایسا کچھ بھی نہیں ہوگا۔ جب تک ہم یعنی امت مسلمہ اٹھے گی نہیں، جب تک ہم ایک آواز بن کر نہیں نکلیں گے، بات نہیں بنے گی۔ امت مسلمہ کے پاس کیا نہیں ہے؟ سب کچھ ہے۔ ہم اپنے آپ کو مسلمان بھی کہتے ہیں لیکن میں بڑے افسوس سے یہ کہتا ہوں کہ اب ہم میں وہ مسلمانی والا جذبہ نہیں رہا۔ اگر جذبہ ہوتا تو جتنی چیزیں ہمارے سامنے ہوئی ہیں، جتنے ملک ہمارے سامنے برباد ہوئے، ہم ان کے لیے کچھ کر جاتے۔ ہمیں صرف اپنی باری کا انتظار ہے کہ ہماری باری کب آئے گی۔ یہ آگ اگر آج فلسطین میں ہے، اگر یہ آگ عراق میں تھی، اگر یہ آگ شام میں تھی، اگر یہ آگ مصر میں، لبنان میں یا دوسرے ممالک میں تھی تو یہ آگ سعودی عرب میں بھی آئے گی۔ یہ آگ قطر میں بھی آئے گی، یہ آگ ایران میں بھی آئے گی، یہ آگ ترکی بھی جائے گی۔ یہ آگ تمام مسلم ممالک کے اندر جائے گی۔

اسرائیل کا وزیر اعظم ایک نجی ٹی۔وی کو انٹرویو دے رہا تھا۔ اس سے پوچھا گیا کہ آپ کو مسلم ممالک میں سے کس سے زیادہ خطرہ ہے۔ اس نے ایک ایران کا حوالہ دیا اور دوسرا پاکستان کا۔ وہ سامنے آکر مسلمانوں کے خلاف سب کچھ کر رہا ہے۔ فلسطین میں جاری بربریت ہمارے سامنے ہے۔ آج جو بچے شہید ہو رہے ہیں، آج جو خواتین اور بزرگ شہید ہو رہے ہیں، جو ہسپتال تباہ ہو رہے ہیں،

جو یونیورسٹیاں اور کالجز تباہ ہو رہے ہیں، جو عوام سویلین کو شہید کیا جارہا ہے، کیا اس سے بڑی دہشت گردی سامنے آسکتی ہے؟ کیا اس سے بڑی دہشت گردی ہو سکتی ہے؟ اس سے بڑا المیہ کیا ہوگا کہ آج تاریخ میں ہم نے پہلی مرتبہ دیکھا ہے جب ہسپتال میں کوئی بچہ یا بڑا آجاتا ہے تو اس کے سینے پر اس کا نام لکھا جاتا ہے۔ اس سے زیادہ ہم مسلمانوں کے لیے کوئی اور تذلیل کی بات ہو سکتی ہے؟ اس لیے لکھا جاتا ہے کہ جتنے شہداء ہیں، جو اتنے مارے جارہے ہیں کہ دفناتے ہوئے ہم سے ہمارے لخت جگر کہیں گم نہ جائیں۔

جناب چیئرمین! میں پوچھتا ہوں کہ مسلم ممالک کب اٹھیں گے؟ وہ کب ہوش کے ناخن لیں گے؟ ہٹلر نے کہا تھا کہ جہاں پر سانپ ملے، اس کو چھوڑ دو لیکن جہاں پر یہودی ملے، اس کا سر کچل دو۔ ہٹلر جیسے بندے نے بھی یہ بات کی تھی۔ کیا مسلمان اتنے کمزور ہو گئے ہیں؟ مسلمان اپنے آپ کو سپر پاور کہتے ہیں لیکن یہاں پر ہمیں سمجھ نہیں آرہا کہ کیوں خاموشی ہے۔ کیوں چپ کا روزہ رکھا ہوا ہے؟ اقوام متحدہ اور ہیومن رائٹس تو ہمیشہ انسانیت کے حوالے سے بات کرتے ہیں۔ وہاں پر اس وقت فلسطینی مسلمانوں کی نسل کشی چل رہی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جب آپ شکار کرنے جاتے ہیں تو ورلڈ وائلڈ لائف والے بھی چار پانچ پرندوں سے زیادہ مارنے کی اجازت نہیں دیتے۔ انہوں نے اپنے لیے تو اس طرح کے rights رکھے ہوئے لیکن یہاں پر مسلمانوں کے حوالے سے اصول مختلف ہیں۔ آسمان سے بم گر رہے ہیں، زمین کے راستے جتنے بھی فوجی اندر گئے ہیں، لوگوں کو مار رہے ہیں، شہید کر رہے ہیں، سمندر کے ذریعے امریکہ نے بھی اپنا حصہ ڈالا ہوا ہے، برطانیہ نے بھی اپنا حصہ ڈالا ہوا ہے، باقی ممالک نے بھی اپنا حصہ ڈالا ہوا ہے لیکن مسلمانوں نے چپ کا روزہ رکھا ہوا ہے۔

جناب چیئرمین! اگر اسی طرح یہ سلسلہ چلتا رہا، اگر اسی طرح غزہ پر یہ بمباری چلتی رہی، جیسا کہ دوستوں نے کہا کہ باتوں سے کچھ نہیں ہوگا، دعاؤں سے بھی کچھ نہیں ہوگا جب تک ہم ایک عملی قدم نہیں اٹھائیں گے۔ جب آپ قدم اٹھائیں گے، چاہے وہ عسکری قیادت کا ہو، چاہے اسلحے کی مدد کی صورت میں ہو یا پھر کسی اور ذریعے سے ہو، ہمیں ایک step اٹھانا پڑے گا۔ تب جا کر ہم مصیبت میں مبتلا اپنے بھائیوں کا ساتھ دے سکتے ہیں۔ یہاں پر یوکرین کا حوالہ دیا گیا، عراق کا حوالہ دیا گیا، جن قوتوں نے اقوام متحدہ بنائی ہوئی ہے، جنہوں نے اپنے لیے ایک سسٹم بنایا ہوا ہے، جہاں ان کا دل کرے، وہاں پر وہ دہشت گردی کر جاتے ہیں لیکن اگر آپ اپنے دفاع کے لیے کام کرتے ہو، اپنے

ملک کو بچاتے ہو، اپنی سرزمین کو بچاتے ہو تو وہ کہتے ہیں کہ یہ دہشت گرد ہیں۔ کیا وائٹ ہاؤس میں سب سے بڑا دہشت گرد نہیں بیٹھا؟ کیا اسرائیل سب سے بڑا دہشت گرد نہیں ہے؟ کیا جو اس کا ساتھ دے رہے ہیں، وہ دہشت گردی کے زمرے میں نہیں آتے؟ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ جو اس وقت اسرائیل کو support کر رہے ہیں، سب سے بڑے دہشت گرد وہی ہیں۔ چاہے وہ جو بھی ہوں، وہی دہشت گرد ہیں۔

جناب چیئرمین! اس وقت ہمیں ہوش کے ناخن لینے چاہییں۔ اس وقت ہمیں ایک راہ نکالنی ہوگی۔ OIC کیوں خاموش ہے، کس لیے خاموش ہے، یہ بات سمجھ سے بالاتر ہے۔ یہ وہ سرزمین ہے جہاں پر انبیاء کرامؑ پیدا ہوئے تھے۔ اس سرزمین کو ان شاءاللہ کچھ بھی نہیں ہوگا۔ چاہے وہ جو بھی چاہیں، جتنی بھی بربریت کرلیں کیونکہ وہاں پر انبیاء کرامؑ مبعوث ہوئے تھے۔ اس حوالے سے جیسے دوستوں نے تجویز دی ہے، ہم اس سے متفق بھی ہیں اور ہم نے اس کے لیے ایک مضبوط لائحہ عمل بنانا ہے تاکہ ہم اسے کوئی جواب دے سکیں یا ہم اس کا ساتھ دے سکیں۔ انہی الفاظ کے ساتھ آپ سے اجازت چاہوں گا۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: مہربانی۔ محترم سینیٹر طاہر بزنجو صاحب۔

سینیٹر محمد طاہر بزنجو: جناب چیئرمین! آگے کی سیٹیں خالی ہیں۔ نہ لیڈر آف دی ہاؤس ہیں اور نہ کوئی منسٹر ہے۔

جناب چیئرمین: آرہے ہیں، ابھی بتا کر گئے ہیں۔

Senator Muhammad Tahir Bizinjo

سینیٹر محمد طاہر بزنجو: جناب چیئرمین! عالمی طاقتوں نے جنگ کو ایک نہایت منافع بخش کاروبار بنایا ہے۔ جنگ چاہے افغانستان اور عراق میں ہو یا یوکرین اور فلسطین میں، اس سے اگر کسی کو سب سے زیادہ فائدہ پہنچتا ہے تو وہ امریکہ اور اس کے یورپی اتحادی ہیں۔ دوسری جانب UN کُلیتاً غیر مؤثر ہو چکی ہے۔ اقوام متحدہ کے پاس کوئی ایسی طاقت موجود نہیں ہے کہ وہ اپنی قراردادوں پر عمل کروا سکے، اصل قوت veto countries کے پاس ہے اور یہ اپنے عالمی اور علاقائی مفادات کو سامنے رکھ کر اس کا استعمال کرتے ہیں جیسے اس مرتبہ امریکہ نے کیا۔ جناب والا! محکوم قوموں کو کبھی بھی آزادی نہیں ملی بلکہ غلامی کا رنگ بدلتا رہا۔ Guns and tanks cannot solve the

problems بلکہ یہ اُسے مزید الجھا دیتے ہیں۔ دو ریاستی formula مسئلہ فلسطین کا پائیدار حل ہے۔

جناب والا! میں آخر میں حکومت وقت اور ذمہ داران سے یہ کہوں گا کہ آپ سفارتی محاذ پر، آپ سفارتی میدان میں فلسطین کے عوام کی بھرپور مدد اور تعاون کریں لیکن اس کے ساتھ ساتھ اپنا گھر بھی تو ٹھیک کریں۔ جہاں شرح غربت 40% ہے، دو کروڑ اسّی لاکھ بچے سکولوں سے باہر ہیں۔ آپ کے ملک کے ہزاروں شہری لاپتا ہیں اور ان ہزاروں میں سب سے زیادہ تعداد بلوچستان کے لوگوں کی ہے۔ ہمارے ساتھی گواہ ہیں کہ ہم پے در پے ایوان میں یہ مطالبہ کرتے رہے ہیں کہ missing persons کے معاملے کو سنجیدگی سے address کیا جائے، committees and commissions بنتے گئے لیکن اس ضمن میں تاحال کوئی بھی پیش رفت نہیں ہوئی۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: معزز سینیٹر دلاور خان صاحب۔ جی میاں رضا ربانی صاحب۔

Point raised by Senator Mian Raza Rabbani regarding the absence of the Foreign Minster during the Senate Session

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین! ہماری بات تو آپ چھوڑ دیں، this House is used to being insulted and being made redundant. It is insulting for the people of Palestine, for the motion that is being discussed, یہاں ایک بھی وزیر موجود نہیں ہے، the Foreign Minister came to the Lobby, said 'hello' and then has again disappeared. جناب والا! یہ حکومت امریکی سامراج کی خوشنودی کے لیے اس حد تک جا سکتی ہے کہ solidarity تو الگ بات ہے لیکن معزز سینیٹرز کی باتیں سن کر جواب دینا یا حکومت اپنا کمزور مؤقف بیان کرنے کے لیے موجود نہیں ہے۔ میری آپ سے استدعا ہے اور میں آپ کے توسط سے دلاور خان صاحب سے بھی درخواست کروں گا کہ وہ تقریر نہ کریں، it is insulting, آپ ایوان کو کل کے لیے adjourn کریں اور آپ Minister for Foreign Affairs کو پابند کریں

that tomorrow from whatever time the House sits, till whatever time it is adjourned, he will remain in the

House. Mr. Chairman, this is no way that the Treasury Benches in the front row should be lying empty when we are talking about the people of Palestine.

جناب چیئرمین: وزیر صاحب آ گئے ہیں۔

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, I am not concerned with him, I want the Foreign Minister. Where is the Foreign Minister? Who is going to make a policy statement; who is going to say that this Government has capitulated under Western capital pressure?

جناب چیئرمین: رضا ربانی صاحب! وزیر برائے خارجہ آئے تھے اور انہوں نے بتایا کہ میں wind up کروں گا، انہوں نے کہا کہ ان کے officers points لکھ رہے ہیں، وہ موجود ہیں اور میں ایک meeting میں جا رہا ہوں۔ Minister Sahib, آپ حکومت کو پیغام دیں کہ Minister for Foreign Affairs موجود ہوں اور باقی وزراء بھی ایوان میں آئیں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب والا! یہ کسی کا راجواڑہ نہیں ہے، یہ Senate of Pakistan ہے،

here Ministers have to be present.

جناب چیئرمین: سیکرٹری صاحب! وزیراعظم صاحب کو لکھ دیں کہ وہ وزراء کو پابند کریں کہ وہ کل ایوان میں موجود ہوں۔ جی دلاور خان صاحب! آپ تقریر کریں گے یا کل تک adjourn کر دوں؟

سینیٹر دلاور خان: جی ملتوی کر دیں۔

Mr. Chairman: The House stands adjourned to meet again on Tuesday, the 31st October, 2023 at 2:30 p.m.

[The House was then adjourned to meet again on Tuesday, the 31st October, 2023 at 2:30 p.m.]

Index

Senator Mian Raza Rabbani 49
Senator Syed Ali Zafar 28
سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم 15
سینیٹر سرفراز احمد بگٹی 5, 35
سینیٹر سید علی ظفر 24, 27, 31
سینیٹر سید یوسف رضا گیلانی 19, 20
سینیٹر شہادت اعوان 13, 14, 15
سینیٹر محمد اسحاق ڈار 9, 20
سینیٹر محمد طاہر بزنجو 47
سینیٹر مشتاق احمد 39, 43
سینیٹر منظور احمد کاکڑ 44
سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری 36
سینیٹر میاں رضا ربانی 4, 12, 13, 15, 48, 49
سینیٹر نسیمہ احسان 33